Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ نور السموٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

مصباح

چندہ سالانہ
دو روپے

احمدی خواتین کا
مذہبی علمی اور ادبی
ماہوار رسالہ

قادیان دارالامان سے ہر مہینہ کی پندرہ ۱۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

بابت ماہ ذوالحجہ ۱۳۵۹ھ مطابق جنوری ۱۹۴۱ء
ماہ صلح ۱۳۲۰ ہش

جلد ۱۵ — نمبر ۱

ایڈیٹر
محمد یعقوب مولوی فاضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارا خدا

۲۷ دسمبر ۱۹۴۰ء حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مندرجہ ذیل نظم جلسہ سالانہ میں سُنائی گئی۔ اس کے متعلق حضور کا ارشاد ہے کہ بچوں کو یاد کرادی جائے :-

مری رات دن بس یہی اِک صدا ہے
کہ اِس عالمِ کون کا اِک خدا ہے

اسی نے ہے پَیدا کیا اس جہاں کو
ستاروں کو سُورج کو اور آسماں کو

وُہ ہے ایک اُس کا نہیں کوئی ہمسر
وہ مالک ہے سب کا وہ حاکم ہے سب پر

نہ ہے باپ اُس کا نہ ہے کوئی بیٹا
ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا

نہیں اس کو حاجت کوئی بیویوں کی
ضرورت نہیں اس کو کچھ ساتھیوں کی

ہر اک چیز پر اُسکو قدرت ہے حاصل
ہر اک کام کی اُسکو طاقت ہے حاصل

پہاڑوں کو اُس نے ہی اُونچا کیا ہے
سمندر کو اُس نے ہی پانی دیا ہے

یہ دریا جو چاروں طرف بہہ رہے ہیں
اسی نے تو قدرت سے پَیدا کئے ہیں

سمندر کی مچھلی، ہوا کے پرندے
گھریلو چرندے، بنوں کے درندے

سبھی کو وہی رزق پہنچا رہا ہے
ہر اک اپنے مطلب کی شَے کھا رہا ہے

ہر اک شَے کو روزی وہ دیتا ہے ہردم
خزانے کبھی اُس کے ہوتے نہیں کم

وہ زندہ ہے اور زندگی بخشتا ہے
وہ قائم ہے ہر ایک کا آسرا ہے

کوئی شے نظر سے نہیں اس کی مخفی
بڑی سے بڑی ہو کہ چھوٹی سے چھوٹی

دلوں کی چھپی بات بھی جانتا ہے
بدوں اور نیکوں کو پہچانتا ہے

وہ دیتا ہے بندوں کو اپنے ہدایت
دکھاتا ہے ہاتھوں پہ ان کے کرامت

ہے فریاد مظلوم کی سننے والا
صداقت کا کرتا ہے وہ بول بالا

گناہوں کو بخشش سے ہے ڈھانپ دیتا
غریبوں کو رحمت سے ہے تھام لیتا

یہی رات دن اب تو میری صدا ہے
یہ میرا خدا ہے یہ میرا خدا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

خواتین کے سالانہ جلسہ میں

عورتیں مردوں سے کوئی علیحدہ چیز نہیں ہیں!

مرتبہ محترمہ امۃ السلام صاحبہ معلمہ نصرت گرلز سکول قادیان

۲۷ دسمبر ۱۹۴۰ء حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ میں جماعت احمدیہ کی خواتین کے سامنے جو تقریر فرمائی وہ درج ذیل کی جاتی ہے:۔ (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

عورتوں کے متعلق ایک مسئلہ ایسا ہے کہ اگر اُسے رات دن عورتوں کے کان میں ڈالا جائے۔ اور صبح شام ان کو اور مردوں کو اس کی اہمیت بتائی جائے۔ تو بھی اس زمانہ کے لحاظ سے یہ کوشش تھوڑی ہوگی۔ کیونکہ یہ مرض جس کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں۔ ہزاروں سال سے دُنیا میں چلا آتا ہے۔ اور جو ہزاروں سال سے مرض چلا آئے۔ اس کا ازالہ ایک دفعہ کہنے سے نہیں ہو سکتا۔ مردوں اور عورتوں دونوں میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ عورتیں مردوں سے علیحدہ چیز ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت سی ذمہ داریاں جو ان پر عائد ہوتی ہیں۔ انکی طرف یا تو وہ توجہ نہیں دیتیں یا ان کو وہ اہمیت نہیں دیتیں جو دینی چاہیئے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ اس کی اہمیت کو جتنا بھی ظاہر کیا جائے۔ اتنا ہی ان کے لئے فائدہ مند ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ یہ خیال اتنا وسیع ہو گیا ہے کہ مرد یہ خیال کرتے ہیں کہ عورتیں کوئی الگ چیز ہیں۔ اور عورتیں بھی اپنے آپ کو ان سے علیحدہ چیز خیال کرتی ہیں۔

عورتیں ہمیشہ آدمی کے معنے مرد لیتی ہیں۔ اگر کسی مجلس میں مرد بیٹھے ہوں۔ اور عورتوں سے پوچھا جائے کہ وہاں کون ہیں۔ تو جواب دیتی ہیں کہ آدمی بیٹھے ہیں۔ حالانکہ آدمی کا مطلب انسانوں سے ہے۔ اور جس طرح آدم کی اولاد مرد ہیں۔ اسی طرح عورتیں۔ پھر جب عورتیں بیٹھی ہوں تو مرد کہہ دیتے ہیں کہ کوئی آدمی اندر نہ آئے۔ وہاں عورتیں بیٹھی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو نسلیں ہیں ایک آدم کی دوسری شیطان کی جب مرد اپنے آپ کو آدم کی اور عورتوں کو شیطان کی ذریت قرار دیں گے۔ تو وہ کیسے ترقی کر سکیں گی۔ یہ خیال اتنا غالب آگیا ہے کہ جب بھی پڑھی لکھی عورت خواہ وہ گریجویٹ ہو یا مولوی مردوں کا ذکر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرے گی تو آدمی کہہ کر کرے گی۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے مَردوں اور عورتوں میں انسانیت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں رکھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفسٍ واحدۃٍ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیرًا و نساءً ۚ واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبًا۔ فرمایا اے مَرد و اور عورتو ہم تمہیں ایک بات بتلاتے ہیں۔ اسے یاد رکھو۔ تم پر کئی دفعہ مصیبتیں آتی ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عورت کا بچّہ بیمار ہوتا ہے۔ کبھی خاوند۔ کبھی قرضہ ہو جاتا ہے۔ کبھی محلّے والے دشمن ہو جاتے ہیں۔ کبھی تجارتوں میں نقصان ہو جاتا ہے۔ کبھی کوئی مقدمہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت تمہیں بڑی گھبراہٹ ہوتی ہے۔ تم اِدھر اُدھر پھرتے ہو کہ کوئی پناہ مل جائے۔ کوئی دوست تلاش کرتا ہے کوئی وکیل تلاش کرتا ہے۔ کوئی رشتہ دار کے پاس جاتا ہے۔ فرماتا ہے۔ اتنی تکلیف کیوں اُٹھاتے ہو۔ ہم تمہیں ایک آسان راستہ بتلاتے ہیں۔ وہ یہ کہ اتقوا ربکم۔ تم اس تکلیف کے وقت اللہ تعالیٰ کو ڈھال کیوں نہیں بنا لیتے۔ چھوٹے بچے میں سمجھ نہیں ہوتی۔ لیکن اسے بھی جب مصیبت آئے تو سیدھا ماں کی طرف بھاگتا ہے۔ مگر بڑے آدمیوں کو دیکھو۔ کوئی مشرق کی طرف جائے گا۔ کوئی مغرب کی طرف، کوئی جنوب کی طرف، اور کوئی شمال کی طرف۔ اور ان میں پراگندگی پائی جائے گی۔ تو فرمایا کہ اے انسان تُو بچپن میں سمجھ نہیں رکھتا تھا، تو ماں کی طرف بھاگتا تھا۔ اَب تو تُو جوان ہو گیا ہے۔ اب اس خدا کی طرف کیوں نہیں بھاگتا جس نے تجھ کو پیدا کیا۔ بچپن میں تمہیں خدا کی سمجھ نہیں تھی، اَب تو تم بڑے ہو گئے ہو۔ تم کیوں یہ خیال کرتے ہو کہ تمہاری ماں تو تمہاری حفاظت کر سکتی تھی مگر خدا نہیں کر سکتا۔

اتقوا ربکم الذی خلقکم ان مصیبتوں کے وقت اپنے رب کو ڈھال بنا لیا کرو۔ اُس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا۔ ایک جان سے مُراد مَرد اور عورت کا مجموعہ ہے بعض لوگ اس کے یہ معنے کرتے ہیں کہ یہاں آدم اور حوّا مراد ہیں کیونکہ آدم کی پسلی سے حوا پیدا ہو گئی۔ اگر آدم کی پسلی سے حوا پیدا ہو گئی تھی۔ تو عورت کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت تھی۔ ہمیشہ مَرد کی پسلی سے بچّہ پیدا ہو جاتا۔ تو نفس واحدہ سے مُراد یہ ہے کہ مَرد اور عورت دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھیوں نے کہا۔ لن نصبر علیٰ طعامٍ واحد۔ اے موسیٰ ہم ایک کھانے پر کفایت نہیں کر سکتے۔ حالانکہ وہ من اور سلویٰ دو کھانے کھاتے تھے۔ لیکن چونکہ دونوں کو ملا کر کھاتے تھے۔ اس لئے انہوں نے ایسا کہا۔

ماں کو بچے سے محبت ہوتی ہے۔ مگر وہ پسلی میں سے پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہر نر و مادہ میں محبت ہوتی ہے سارس ایک جانور ہے۔ ان میں اس قدر محبت ہوتی ہے کہ اگر نر یا مادہ مَر جائے۔ تو دُوسرا بھوکا رہ کر مَر جاتا ہے تو محبّت کا مادہ اللہ تعالیٰ نے فطرت میں رکھا ہے۔ جس طرح نر اور مادہ میں اس نے محبت رکھی ہے۔ اسی طرح مَرد اور عورت میں رکھی ہے پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَرد اور عورت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نفسِ واحدہ ہیں۔ جس طرح من وسلویٰ طعام واحد ہے۔ اسی طرح مرد اور عورت نفسِ واحدہ ہیں۔ وخلق منھا زوجھا۔ اور اس کی جنس میں سے ہی جوڑا بنایا۔ مرد کی جنس عورت ہے۔ اور عورت کی جنس مرد۔ منھا سے مراد من نفسھا ہے۔ عورت کا زوج مرد اور مرد کا زوج عورت ہے۔ مرد عورت کی قسم سے اور عورت مرد کی قسم سے ہے۔ اس آیت میں بتایا کہ عورت کے زوج کا لفظ مرد کے لئے بولا جاتا ہے۔ اور مرد کے زوج کا لفظ عورت کے لئے بولا جاتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں جُوتی کا جوڑا۔ ایک پاؤں ہو۔ تو کہتے ہیں۔ اس کا دُوسرا جوڑا کہاں ہے۔ وبث منھما رجالاً کثیرًا۔ پھر ہر مرد اور عورت کی آگے نسل چلائی واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جس کے ذریعے تم سوال کرتے ہو۔ اور تقویٰ اختیار کرو۔ اس خدا کا جس نے تمہارے اندر محبت پیدا کی۔ اور تمہاری اولاد کا سلسلہ جاری کیا۔ بیشک تم اپنے ماں باپ کا بھی خیال رکھو۔ مگر خدا کو کبھی نہ بھولو۔ کیونکہ ماں باپ نے تو تم کو عارضی زندگی دی۔ لیکن خدا نے تم کو دائمی زندگی دی۔ اسی طرح بیشک رشتہ داروں کا بھی خیال رکھو۔ لیکن جس کا تعلق تمہارے ساتھ سب سے زیادہ ہے یعنی خدا اس کا بھی خیال رکھو۔ ان اللہ کان علیکم رقیبًا۔ جس طرح ماں بچے کی نگران ہوتی ہے۔ اسی طرح خدا تمہارا نگران ہے۔ پس یہ خیال غلط ہے کہ مرد کوئی اور چیز ہے اور عورت کوئی اور چیز۔ جیسے مرد انسان ہے ویسے ہی عورت انسان ہے۔ ہاں کاموں میں فرق ہے۔ عورت بچّہ جنتی ہے۔ بچے کی پرورش کرتی ہے۔ مرد روزی کماتا ہے اور بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔ یہ کاموں کا جو فرق ہے اس سے میرے دل میں کبھی بھی یہ خیال نہیں آیا کہ یہ بھی کوئی ایسی چیز ہے جو عورت کے درجہ کو کم کرنے والی ہے۔ کاموں کے فرق مردوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ مَیں خلیفہ ہوں لیکن ہر مرد تو خلیفہ نہیں۔ اور نہ میرے خلیفہ ہونے سے باقی احمدی مرد ہونے سے خارج ہوگئے۔ کاموں کے فرق کی وجہ سے کوئی جنس بدل نہیں جاتی۔

عام طور پر خاندانوں میں کوئی بچّہ کلرک۔ کوئی مدرس اور کوئی پٹواری ہوتا ہے۔ اور باپ کا کام اور ہوتا ہے۔ بیٹے کا اور۔ اور پٹواری بھی مرد کہلاتا ہے۔ ڈاکٹر بھی مرد کہلاتا ہے۔ تجارت کرنے والا بھی مرد کہلاتا ہے۔ اسی طرح عورتوں میں بھی دھوبن، نائن ہوتی ہیں۔ اب دھوبن بھی عورت ہے اور نائن بھی عورت۔ یہ تو نہیں ہوتا کہ دھوبن اور نائن ہونے سے وہ عورت نہیں رہتیں۔ اسی طرح ایک نوکر ہوتا ہے، ایک آقا۔ تو کاموں کے فرق کی وجہ سے جنس نہیں بدلتی۔ مردوں کے پیشوں میں بھی فرق ہے۔ اور عورتوں کے کاموں میں بھی فرق ہے۔ وہ دونوں آدمی ہیں صرف کام الگ الگ ہیں۔

یہ مسئلہ اگر عورتیں سمجھ لیں تو وہ اپنے حقوق کی خود ہی حفاظت کرنے لگ جائیں۔ اگر ان کو یہ خیال ہو کہ ہم بھی آدمی ہیں اور مرد بھی انہیں آدمی سمجھنے لگ جائیں تو کسی کی طرف سے ایک دوسرے کے حقوق غصب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ ہوں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کاموں کے لحاظ سے مردوں اور عورتوں میں فرق ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے عقائد میں کوئی فرق نہیں رکھا۔ سب سے بڑا عقیدہ یہ ہے کہ اعبدو اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً۔ خدا تعالیٰ پر ایمان لاؤ۔ اور اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ اب کیا مردوں کو یہ حکم ہے عورتوں کو نہیں۔ اسی طرح ملائکہ پر ایمان لانا ہے جس طرح مردوں سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ ملائکہ پر ایمان لاؤ۔ اسی طرح عورتوں سے بھی یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ فرشتوں پر ایمان لاؤ۔ تیسری بات الہام یعنی اللہ تعالےٰ کی کتابوں پر ایمان لانا ہے۔ نبیوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اے مردو یہ کام کرو۔ بلکہ انہوں نے یہی کہا کہ اے مردو، اور اے عورتو یہ کام کرو۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تشریف لائے تو آپؐ نے بھی یہی فرمایا کہ اے مردو اور عورتو یہ کام کرو۔ بلکہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں سب سے پہلے ایمان لانیوالی ایک عورت ہی تھیں۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلی مرتبہ الہام ہوا تو آپؐ بہت گھبرائے اور ام المومنین حضرت خدیجہؓ سے گھبراتے ہوئے کہا کہ میں یہ کام کس طرح کرونگا۔ مجھے تو سخت فکر لگ گیا ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے جوابدیا۔ کلّا واللہ لا یخزیک اللہ ابداً۔ خدا کی قسم اللہ آپؐ کو کبھی ضائع نہیں کریگا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا آپؐ کے سپرد اتنا بڑا کام کرے اور پھر آپؐ کو رسوا کردے۔ آپؐ مہمان نواز ہیں۔ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں۔ وہ ضرور آپؐ کی مدد کرے گا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانیوالی ایک عورت ہی تھی۔

غرض انبیاء جب کبھی کلام الہٰی لے کر آتے ہیں۔ تو ان کے مخاطب عورتیں اور مرد یکساں ہوتے ہیں۔ اسی طرح قضاء وقدر کے مسائل ہیں۔ ان میں بھی مرد اور عورت یکساں مخاطب ہوتے ہیں۔ جزا وسزا پر ایمان لانا بھی جس طرح مردوں کے لئے ضروری ہے اسی طرح عورتوں کے لئے ضروری ہے۔ غرض عقیدوں کو دیکھو ایک عقیدہ بھی ایسا نہیں جو مردوں کے لئے ہو۔ اور عورتوں کے لئے نہ ہو۔ اس کے بعد ہم عمل کی طرف آتے ہیں تو ہمیں عمل میں بھی کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ مثلاً عملیں نماز کا حکم ہے۔ نماز کا حکم جیسا مردوں کے لئے ہے۔ ویسا ہی عورتوں کو ہے۔ وہی رکعتیں مردوں کے لئے ہیں۔ اور وہی عورتوں کے لئے۔ پھر زکوٰۃ کا حکم ہے اس کا حکم بھی جیسا عورتوں کو دیا۔ ویسا ہی مردوں کو۔ روزوں کا حکم ہے۔ اس میں بھی کوئی فرق نہیں۔ حج میں بھی سب برابر ہیں۔ صدقہ وخیرات کے حکم میں بھی دونوں برابر ہیں۔ پس عقائد ایک سے ہیں۔ اور اعمال ایک سے ہیں۔ پھر اگر کوئی یہ کہے کہ عورتیں الگ جنس ہیں۔ تو ہم کیسے مان سکتے ہیں۔

تعجب ہے کہ وہ اسلام جو اس لئے آیا تھا کہ عورت کی عزّت قائم کرے۔ آج اسی کو ماننے والی عورتیں اپنے آپکو نالائق قرار دے کر اعلیٰ دینی خدمات سے محروم ہورہی ہیں۔ اسی طرح مرد بھی اس اہم فرض سے غافل ہیں۔ گویا دونوں نسلِ انسانی کو ختم کر رہے ہیں۔ اور اپنی ذلت ورسوائی کا باعث

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بن رہے ہیں۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ و اذا الموءدۃ سُئِلت۔ یعنی عورت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ کہ اسے زندہ کیوں گاڑا گیا۔ اس میں اسی طرف اشارہ ہے کہ عورتوں کی تباہی کی ذمہ واری صرف مردوں پر نہیں۔ اور نہ صرف عورتوں پر۔ بلکہ دونوں اس کی تباہی کے ذمہ وار ہیں آج جب قریباً ہر عورت یہ خیال کر رہی ہے کہ میرے اندر کام کرنے کی طاقت نہیں۔ تو ہر ایک عورت اپنے آپکو نہیں بلکہ اپنی ساری نسل کو زندہ درگور کر رہی ہے۔ جس طرح مرد ان کو زندہ درگور کیا کرتے تھے۔ یہ وہ عورتیں ہیں جن کی آنکھیں تو کھلی ہیں لیکن دیکھتی نہیں۔ اور سانس تو لے رہی ہیں مگر دل مُردہ ہیں۔ اس موت کے ذمہ دار سب سے پہلے ماں باپ ہیں جنہوں نے ان کو جنا۔ پھر ان کی موت کے ذمہ دار بڑے بھائی بہن ہیں۔ پھر ان کی موت کے ذمہ دار خاوند ہیں۔ پھر ان کی موت کے ذمہ دار ان کے بیٹے ہیں ان سب نے مل کر ان کو مار ڈالا۔

اگر تمہارے اندر بیداری پیدا ہو جائے۔ تو تم سمجھ لو کہ عقائد اور کاموں کے لحاظ سے مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں۔ صرف ایک کام ہے جس میں مرد اور عورت کا فرق ہے۔ اور وہ جہاد ہے۔ مگر اس میں بھی عورت کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ پانی پلا سکتی ہے۔ مرہم پٹی کر سکتی ہے۔ اور زخمیوں کی خدمت کر سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت بلال رضؓ کی بہن نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب اس بارہ میں پوچھا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تمہارا کام مرہم پٹی کرنا، اور کھانا وغیرہ تیار کرنا ہے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالِ غنیمت میں بھی عورت اور مرد کو برابر حصہ دیا ہے۔ صرف عورتوں کو لڑائی کے میدان سے الگ رکھا ہے۔ جس میں حکمت یہ ہے۔ کہ اُن کا پردہ قائم رہے۔ اگر وہ بھی لڑائی میں شامل ہوں تو نتیجہ یہ ہو کہ دشمن انہیں قید کر کے لے جائے۔ کیونکہ جب دو ملک آپس میں لڑتے ہیں۔ تو لڑنے والوں میں سے کئی لوگوں کو قید کر لیا جاتا ہے۔ پس خدا نے ان کو جہاد سے الگ کر دیا۔ اور مرہم پٹی کا کام ان کے سپرد کر دیا۔ اگر عورتیں لڑائی میں حصہ لیتیں۔ تو لازماً ان کو بھی قید کیا جاتا۔ پس ان کی عزت قائم رکھنے کے لئے انہیں لڑائی میں شامل ہونے سے روک دیا۔ ورنہ دنیا میں ایسی ایسی عورتیں گذری ہیں جو بڑے بڑے جرنیلوں سے مقابلہ کرتی رہی ہیں۔ مثلاً چاند بی بی نے بہت سے کارنامے دکھائے ہیں۔ حضرت ضرارؓ کی بہن نے بھی کئی لڑائیوں میں حصہ لیا۔ ایک دفعہ عیسائی لشکر کا بہت زیادہ دباؤ پڑا۔ اتنا کہ مُسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ ضرارؓ کی بہن نے ہندہ کو آواز دی کہ ہندہ نکلو۔ یہ مرد لڑنے کے قابل نہیں۔ ہم لڑیں گی۔ انہوں نے خیمے اکھاڑ کر ڈنڈے ہاتھ میں لے لئے۔ اور ان کے گھوڑوں کو مارنے لگیں۔ ابوسفیان نے اپنے بیٹے معاویہ سے کہا "ان عورتوں کی تلواریں عیسائیوں کی تلواروں سے زیادہ سخت ہیں" مَیں مرنا پسند کرونگا۔ لیکن پیچھے نہیں لوٹونگا۔ چنانچہ سب کے سب میدانِ جنگ میں لوٹ آئے۔ تو عورت لڑ بھی سکتی ہے۔ مگر جو لڑے اس کے قید ہونے کا بھی چونکہ احتمال ہوتا ہے۔ اس لئے اسلام یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ مُسلمان عورت غیر کے ہاں جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر جہاد کے علاوہ ایک اور بات بھی ایسی ہے جس میں یہ امتیاز پایا جاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ مرد نبی ہو سکتا ہے لیکن عورت نبی نہیں ہو سکتی۔ البتہ صدیق کا درجہ جو نبوت سے اتر کر دوسرا مقام ہے۔ عورت کو مل سکتا ہے۔ تمنے سُنا ہوگا کہ حضرت ابوبکرؓ کو ابوبکر صدیقؓ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے مریم صدیقہ، عائشہ صدیقہ۔ گویا جو درجہ خدا نے مردوں کو دیا۔ وہی عورتوں کو دیا۔ اسی طرح شہادت کا درجہ بھی عورت کو مل سکتا ہے۔ کوئی عورت اگر زچگی کی تکلیف سے مر جائے۔ تو شہید ہوگی۔ کیونکہ وہ نسلِ انسانی کے چلانے کا کام کر رہی تھی۔ اسی طرح عورت صالح بھی ہو سکتی ہے۔ صرف نبوت کا درجہ عورت کو نہیں مل سکتا۔ لیکن نبی کو جو جنت میں انعام ملیگا اس میں عورت بھی حصہ دار ہوگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ۔ فرمایا خدا کا عرش اٹھانے والے کچھ فرشتے ہیں۔ وہ اپنے رب کی حمد اور تسبیح کرتے ہیں۔ اور جو مومن مرد اور مومن عورتیں ہیں۔ ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ کہ اے خدا ہر بات کا تجھے علم ہے۔ ہم تجھ سے عرض کرتے ہیں کہ وہ جو مومن بندے ہیں جو گناہ کرکے توبہ کر لیتے ہیں۔ تو اُن کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اور اے ہمارے رب تو ان سارے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو جنت میں داخل کر۔ جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ اگر بڑا مقام پانے والی کوئی عورت ہے۔ تو اس کے خاوند کو بھی وہاں رکھ۔ اور اگر بڑا مقام پانیوالا کوئی مرد ہے تو اس کی بیوی کو بھی وہاں رکھ۔ اسی طرح باپ کے ساتھ اولاد کو، اور اولاد کے ساتھ والدین کو رکھ۔ انک انت العزیز الحکیم۔ تو بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔

اَب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا یہ دُعا قبول ہوئی یا نہیں۔ اس کے لئے ہمیں قرآن کریم میں یہ آیات نظر آتی ہیں۔ کہ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ؕ (رعد رکوع ۳) یعنی مومنوں کو جنت ملے گی ہمیشہ رہنے والی۔ اور جو فرشتوں نے دُعا کی تھی۔ وہ ہم نے سُن لی۔ جو بڑے درجہ کے لوگ ہوں گے، ان کے ساتھ ہم چھوٹے درجہ کے مومنوں کو بھی جو ان کے رشتہ دار ہوں گے رکھیں گے ان کے باپ دادے اور بیویاں سب کے سب بڑے اعلیٰ درجہ کے لوگ ہوں گے۔ اور فرشتے ان خاندانوں کے پاس ہر دروازے سے آئیں گے۔ اور کہیں گے کہ تمہارے رب نے تم کو سلام کہا ہے۔ کیونکہ دنیا میں تمنے خدا کے لئے تکالیف اٹھائیں۔ اب مرنے کے بعد تم میری حفاظت میں آگئے ہو۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کی دُعا قبول ہوگئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اعلیٰ درجہ کے مومن کے ساتھ اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باپ، ماں، دادا، دادی، اولاد اور بیوی سب رکھے جائیں گے۔ اور جب خدا کا فیصلہ یہ ہے تو عورت کے سب حقوق اس میں آ گئے۔ بیشک موسیٰ نبی تھے، ان کی بیوی نبی نہیں۔ مگر جنت میں جو انعام حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملیگا وہی ان کی بیوی کو ملیگا۔ اسیطرح سب سے بڑے نبی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور سب سے بڑا مقام بھی آپؐ کا ہی ہوگا۔ مگر آپؐ کی ۱۱ بیویاں بھی جنت میں آپؐ کے ساتھ ہی ہونگی۔

غرض اعمال اور افعال کے لحاظ سے مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں۔ اور جہاں کوئی فرق ہے وہاں بدلہ ان کو زیادہ دے دیا ہے۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بیوی ہوتی تو جنت میں وہ اکیلی آپؐ کے انعام میں شریک ہوتی۔ مگر آپؐ کی ۱۱ بیویاں تھیں اور ۳ بیٹیاں۔ اس طرح چودہ عورتیں وہی انعامات حاصل کریں گی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوں گے۔

پس یہ خیال اپنے دلوں سے نکال ڈالو۔ کہ عورت کوئی کام نہیں کر سکتی۔ میں آج یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اے احمدی عورتو! تم اپنی ذہنیت کو بدل ڈالو۔ آدمی کے معنے مرد کے ہیں۔ تم بھی ویسی ہی آدمی ہو جیسے مرد۔ خدا نے جو عقیدے مردوں کے لئے مقرر کئے ہیں وہی عورتوں کے لئے کئے ہیں اور جو انعام اور افضال مردوں کے لئے مقرر ہیں وہی عورتوں کے لئے ہیں۔ پھر جب خدا نے فرق نہیں کیا تو تم نے کیوں کیا۔ جب تک تم یہ خیال اپنے دل سے نہ نکال دوگی، کوئی کام نہیں کر سکوگی۔ جب کوئی شخص یہ سمجھ لیتا ہے کہ میں مر گیا۔ تو وہ مر جاتا ہے۔ اور جب کوئی شخص یہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ میں کام کر سکتا ہوں تو وہ کر لیتا ہے۔

جو ذمہ داریاں مردوں کی ہیں وہ تو انہیں پورا کر رہے ہیں۔ مردوں کی انجمنیں تو پنجاب میں ہر جگہ ہیں۔ لیکن لجنات اماء اللہ سارے پنجاب میں نہیں بلکہ بہت تھوڑی جگہوں پر قائم ہیں۔ پس اول اپنی ذہنیت کو بدلو۔ اور سمجھ لو کہ تم کو خدا نے دین کی خدمت کیلئے پیدا کیا ہے۔ ہر عورت کا فرض ہے کہ ہر گاؤں میں لجنہ قائم کرے جہاں جہاں احمدی ہیں وہاں لجنہ بنالوگی تو خدا کام کرنے کی بھی توفیق دے دیگا۔ حق بات تو یہ ہے کہ جتنی عورتوں کے ذریعے تبلیغ ہو سکتی ہے مردوں کے ذریعے نہیں ہو سکتی۔ اگر عورتیں تبلیغ کرنے لگ جائیں تو ملک کی کایا پلٹ جائے مگر بہت کم عورتیں ہیں جو اسکی طرف توجہ کرتی ہیں۔ عورت کو خدا نے ایسے ہتھیار دیئے ہیں کہ مرد مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مگر وہ غفلت کرتی ہے۔ اور یہ خیال کرتی ہے کہ قیامت کے دن شاید میرا خاوند تو جنت میں چلا جائے اور میں جہنم میں چلی جاؤں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ سمجھتی ہے کہ میں کچھ نہیں کر سکتی۔

پس تم اپنی ذمہ واریوں کو سمجھو۔ ہر جگہ لجنہ قائم کرو۔ مرکز میں لکھو۔ اگر جواب نہ آئے تو مجھے لکھو۔ مصباح میں مضامین دو۔ تعلیم یافتہ مستورات یہ کام اپنی اپنی جگہوں پر فرداً فرداً کریں۔ اور ہر جگہ لجنہ قائم کریں اللہ تعالیٰ تم کو اس کام کی توفیق دے تاکہ تم بھی وہی انعامات حاصل کر سکو جو مومن کے لئے مقرر ہیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کارکنات کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی ہدایات

۴ جنوری ۱۹۴۱ء کو سیدہ ام طاہر احمدؐ صاحب حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکان پر جلسہ سالانہ کی تمام خواتین کارکنات کو دعوت چائے دی جس میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی بغرض دُعا شمولیت فرمائی۔

رپورٹ سُنائے جانے کے بعد حضور نے ایام جلسہ میں کام کرنے کے متعلق چند ہدایات دیں۔ حضور نے فرمایا۔ رپورٹ میں یہ باتیں ہونی چاہئیں کہ مثلاً گذشتہ سال اتنی عورتوں نے کام کیا اور امسال اتنی نے۔ قادیان کی آبادی بہر حال ترقی پر ہے۔ اگر گذشتہ سال سے کم کام کرنے والی ہوں تو معلوم ہوُا کہ ان میں اتنی قربانی کی رُوح نہیں جتنی ہونی چاہیئے۔ اور اگر گذشتہ سال سے زیادہ ہوں تو خوشی کی بات ہوگی۔ پھر رپورٹ میں یہ درج ہونا چاہیئے کہ اتنی عورتوں نے کام کرنے کے لئے نام لکھوائے۔ اور اتنی عورتوں نے کام کیا۔ سب سے ضروری بات جس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ یہ ہے کہ اپنے اخلاق اعلیٰ بناؤ۔ پردے کا خیال رکھو۔ لغو ناول پڑھنے سے احتراز کرو۔ آپس کی بدیوں کو دُور کرو۔ اور بھائی بہنوں، بیٹوں کے اخلاق کی درستی کرو۔ یہ ہیں تمہاری ذمہ واریاں جن کی طرف تم کو توجہ کرنی چاہیئے جلسہ کے ایام میں مجھے یہ اطلاع ملتی رہتی ہے کہ گھروں میں کھانا بہت ضائع کیا جاتا ہے۔ ایک گھر جس کے متعلق معلوم ہوُا کہ آٹھ مہمان تھے۔ اس میں سولہ کا کھانا منگوایا گیا۔ آئندہ سال یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ اس قدر کھانا ضائع نہ ہو۔ کارکن عورتیں گھروں میں پھر کر دیکھیں۔ اس طرح تم مردوں کی معاون بن سکتی ہو۔

(امۃ السلام قادیان)

سالانہ جلسہ میں نوہزار خواتین شریک ہوئیں

خدا کے فضل وکرم سے ہمارا جلسہ سالانہ اس لحاظ سے بھی خاص امتیاز رکھتا ہے کہ اس میں شریک ہونے کیلئے دُور و نزدیک سے بہت زیادہ تعداد میں خواتین تشریف لاتی ہیں۔ چنانچہ اس دفعہ جو خواتین جلسہ سالانہ میں شریک ہوئیں اُن کی تعداد نوہزار تھی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جلسہ سالانہ پر بیعت کرنیوالی خواتین کی تعداد

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جلسہ سالانہ ۱۹۴۰ء کے موقع پر جن خواتین کو اللہ تعالیٰ نے احمدیت میں داخل ہونیکا شرف بخشا اور انہوں نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ان کی تعداد ۱۸۷ ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

زنانہ جلسہ گاہ

زنانہ جلسہ گاہ اس دفعہ بھی مردانہ جلسہ گاہ کے قریب مسجد نور کے جانب شمال تیار کی گئی تھی جس کے چاروں طرف قناتوں کے ذریعہ پردہ کا انتظام تھا۔ مردانہ جلسہ گاہ کی طرح عورتوں میں بھی تمام مجمع تک آواز پہنچانے کے لئے آلۂ نشر الصورت کا اہتمام کیا گیا۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی مردوں میں جو
موم تقریریں ہوئیں۔ اُن کا عورتوں میں بھی اس آلہ کے ذریعہ سننے کا انتظام تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محبّت کی قربان گاہ پر

حضرت ابراہیمؑ حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی شاندار قربانی

ہزاروں برس گذرے کہ ارض کنعان سے ایک مختصر سا قافلہ تپتے ہوئے صحراؤں سے گذرتا ہوا۔ ایک بے آب وگیاہ وادی میں پہنچا۔ جہاں اب مکہ آباد ہے۔ یہ قافلہ تین آدمیوں پر مشتمل تھا۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت ہاجرہؓ اور ان کا معصوم بچہ۔ حضرت ابراہیمؑ نے ناممکن البیان جذبات کے ساتھ اپنے معصوم بچے اور پاکیزہ بیوی کو اس جنگل میں چھوڑ کر فلسطین کا رُخ کیا۔ اور جاتے وقت دُعا مانگی۔ کہ "اے ازلی ابدی خدا، مَیں اپنی بیوی اور بچہ کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ تُو ان کا نگران ہو۔ اور ان کو ہر گزند سے محفوظ رکھ۔ تُو ان کی غذا کا انتظام فرما۔ تُو ان معصوموں کی خاطر اس ویرانہ کو آباد کر۔ اور دنیا کے کناروں سے لوگوں کو یہاں لا۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے برگزیدہ نبی تھے۔ ان کی دُعائیں دل کی گہرائیوں سے اُٹھ کر عرش تک پہنچیں۔ مقبولِ بارگاہِ احدیت ہوئیں۔ اور آسمان کے فرشتے دونوں کے محافظ قرار پائے۔

حضرت ہاجرہؓ کی قربانی بھی کچھ کم نہ تھی۔ وہ ایک عورت تھیں۔ مگر ان کا دل خدا کی ہستی پر یقین سے لبریز تھا۔ اور اسکی نصرتوں پر انہیں کامل وثوق تھا۔ انہوں نے ظاہری مددگار کی طرف سے بے مدد چھوڑے جانے پر خدائی ہاتھ کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔ اور فرمایا "اذا لا یضیعنا"۔ کہ خدا ہم کو ضائع نہیں ہونے دیگا۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ دونوں جانوں کو چھوڑ کر چلے گئے۔

یہ قربانی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عمل میں آئی۔ خدائی حکم اور اُس کے منشاء کے عین مطابق تھی۔ کیونکہ کئی سال گذرے انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ مَیں اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ صبح اُٹھے تو انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا۔ یا بُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی۔ یعنی اے میرے بیٹے مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مَیں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ اب تیری کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا۔ یا ابت افعل ما تؤمر۔ اے میرے باپ آپکو جو حکم دیا گیا ہے۔ اُسے شوق سے بجالائیں۔ غرض حضرت اسمٰعیلؑ محبّت کی قربان گاہ پر پروانہ وار قربان ہونے کو تیار ہو گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چُھری سنبھالی اور اپنے اکلوتے بیٹے اسماعیل کو زمین پر لٹا کر ارادہ کیا کہ ان کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حلق پر چھری پھیرو دیں کہ اتنے میں آسمان سے آواز آئی۔ "بس ابراہیم! تو امتحان میں کامیاب ہوگیا۔ دیکھ آسمان کے تاروں کا شمار ہو سکیگا مگر تیری ذریت بے شمار ہوگی۔ ریت کے ذرات اور سمندر کے قطرات کی گنتی ممکن ہے مگر تیری نسل کا گننا انسانی طاقت میں نہ ہوگا۔ دنبہ لے اور اس کو اپنے بیٹے کے عوض میں قربان کر" چنانچہ انہوں نے دُنبہ ذبح کر دیا کیونکہ خدا کی مشیت میں حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی سے یہ مراد تھی کہ انہیں اپنے ہاتھوں وادیٔ غیر ذی زرع میں چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو مکہ کی بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ کر چلے آئے۔ تو وہ خواب پورا ہوگیا جس میں ان سے اسماعیلؑ کی قربانی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ عید قربان درحقیقت اسی ابراہیمیؑ قربانی کی یاد میں ہر سال منائی جاتی ہے۔ اور مومنوں کا فرض ہے کہ وہ قربانی کے اس سبق کو ہر وقت یاد رکھیں۔ جو اس عید میں مضمر ہے۔

قربانی کے بغیر انسانی زندگی بالکل بدنما نظر آتی ہے۔ اسی لئے ابتداء سے لوگ اپنے محبوبوں کے لئے قربانیاں کرتے چلے آئے ہیں۔ لیکن خدا یعنی محبوب ازلی کے لئے قربانی کیسی ہو۔ جسمانی قربانی اصل قربانی نہیں۔ کیونکہ جسم فانی ہے۔ البتہ دل کی محبت لازوال چیز ہے۔ اس لئے اصل قربانی خدا کی محبت میں گداز ہونا ہے۔ چنانچہ جہاں قرآن شریف میں قربانی کا ذکر آتا ہے۔ وہاں خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ "لن ینال اللّٰہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوٰی منکم" کہ خدا تم سے قربانیوں کا گوشت اور خون لینے پر راضی نہیں۔ وہ تو تم سے سچی تقویٰ کا مطالبہ کرتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے عید الاضحیٰ کے ذریعہ ہمیں سبق دیا ہے کہ ہماری قربانی کامل ہو۔ بے عیب ہو۔ ریا کا اس میں دخل نہ ہو۔ تب خدا اسے قبول کرتا ہے۔

عیدوں کے بعد عیدیں گذریں۔ مگر جانور ذبح کرنیوالے ابراہیمی رنگ میں رنگین نہیں ہوئے۔ کیونکہ انکی نظر دنبہ یا بکری پر ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو قصاب تو کہا جا سکتا ہے مگر قربانی کرنیوالے نہیں۔ آج دینِ اسلام بے یار و مددگار ہے۔ آؤ ہم عید الاضحیٰ کی یادگار میں اپنے مولیٰ سے یہ عہد کریں کہ ہماری زندگی کا ہر لمحہ تیرے دین کی خدمت میں صرف ہوگا۔ ہمارے عزیز و اقارب کی محبت تیری حقیقی اور لازوال محبت کے تابع ہوگی اور کوئی قربانی ہم کو شاق نہ ہوگی۔ اے خدا! تو ہم کو سچی اور حقیقی قربانی کی توفیق عطا فرما۔ اور اپنے فضل سے اس کو قبول فرما۔ آمین ثم آمین +

(خورشید انور تنویر امرتسر)

ابراہیمیؑ قربانی ہمیں کیا سبق دیتی ہے؟

دنیا میں کئی قسم کی قربانیاں پائی جاتی ہیں لیکن عام طور پہ سب سے بھاری قربانی اولاد کی قربانی سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ اولاد کی محبت کا جذبہ کالے اور گورے۔ مشرقی اور مغربی سب کے سب اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔ اور وہ اپنے نفس پر تو تکالیف و شدائد برداشت کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں لیکن یہ پسند نہیں کرسکتے کہ ان کی اولاد کو کوئی تکلیف پیش آئے۔ مگر اُمتِ محمدیہ کے سامنے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک شاندار نمونہ پیش کیا ہے جو ہر سال عید الاضحیٰ کے موقع پر تازہ کیا جاتا ہے۔ اور انہیں بتایا جاتا ہے کہ اولاد کی محبت بیشک ایک نعمت ہے۔ لیکن اگر خداتعالیٰ کے لئے کبھی اولاد کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قربان کرنے کا موقع پیش آئے۔ تو مومن کو اپنی اولاد کی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔

ذرا غور فرمائیے۔ ہزاروں سال پہلے خالق دوجہان نے اپنے بندے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ تو اپنے اکلوتے اور معصوم بچے کو میری راہ میں قربان کر۔ اُس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی چون وچرا نہیں کی بلکہ فوراً اپنے بچے کے گلے پر چھری پھیرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے سینہ میں ایسا دردمند دل رکھتے تھے کہ جب فرشتوں نے آلِ لوطؑ کے تباہ ہونے کا ان سے ذکر کیا۔ تو فوراً آپؑ کا دل ہمدردی خلق کے جذبات سے تڑپ اُٹھا مگر جب خدا تعالیٰ نے اُن کو اپنے بیٹے کی قربانی کا حکم دیا۔ تو آپؑ نے یہ نہیں پوچھا کہ اے خدا ایسا کیوں کروں۔ اور اس کی ماں جس کی تمام اُمیدیں اسی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اس کا کیا حال ہوگا۔ بلکہ وہ بھول گئے اپنے جذبات کو۔ وہ بھول گئے اپنی بیوی کے جذبات کو۔ وہ بھول گئے اپنی بقائے نسل کے جذبہ کو۔ اور فوراً بغیر ہچکچاہٹ کے سر تسلیم خم کر دیا۔ اور بیٹا بھی ایسا سعادتمند نکلا۔ کہ فوراً قربانی کے لئے تیار ہو گیا ہو قریب تھا کہ اسماعیل کے گلے پر چھری پھر جاتی کہ فوراً خدائی آواز آئی اور کہنے لگی۔ بس ابراہیم! تو نے اپنے خدا کا حکم پورا کر دیا۔ اسمٰعیلؑ کو چھوڑ اور اس کی جگہ ایک مینڈھا قربان کر دے۔

یہ کیسی شاندار قربانی ہے جو حضرت ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ہاجرہ علیہم السلام نے کی۔ اور پھر کیسا شاندار پھل ہے جو ان سب نے کھایا۔ آج اگر ہم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی ایسی ہی قربانیاں کرنی چاہئیں کیونکہ آج بھی اسلام کو ایسے ہی پاک وجودوں کی ضرورت ہے۔ آج بھی ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر مرد ابراہیمؑ کے رنگ میں رنگین ہو۔ ہر عورت ہاجرہؑ کے رنگ میں رنگین ہو۔ اور ہر بچہ اسماعیلؑ کے رنگ میں رنگین ہو۔ تا اسلام کو پھر قوت حاصل ہو۔ اور اس کا جھنڈا دنیا کے کونہ کونہ میں لہرانے لگے۔

یہ اُمر یاد رکھو کہ سچی قربانی محبت، عقل اور عزم چاہتی ہے۔ اور یہ تینوں امور ایمان کے لئے بمنزلہ ستون ہوتے ہیں۔ اگر خدا اور اس کے رسولؐ اور اس کے دین سے کسی کو محبت نہ ہو۔ تو قربانی نہیں کر سکتا۔ ایسا ہی اگر کوئی انسان عقل اور فراست سے کام نہ لے۔ تو وہ بھی دین کے لئے حقیقی قربانی کرنے سے قاصر رہتا ہے۔

اسی طرح صحیح طریق کار پر عمل پیرا ہونے کے لئے فولادی عزم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ تینوں باتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی میں موجود ہیں۔

پس یہ مہینہ جو قربانی کا مہینہ کہلاتا ہے۔ ہر مومن کو بتا رہا ہے کہ ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرو اور اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے قربانیاں کرتے چلے جاؤ۔ کیونکہ عید کا دن وہی لوگ دیکھتے ہیں۔ جو اپنا سب کچھ خدا تعالیٰ کے لئے قربان کر دیتے ہیں۔

(امۃ اللہ بنت مولوی ابوالعطاء صاحب)

مولود شریف

غیر احمدیوں میں جو مولود کرتے ہیں کوئی احمدی بہن اسپر روشنی ڈالیں کہ یہ کیوں اور کس مقصد کیلئے کرتے ہیں۔ اسی دوران میں تعظیم کیلئے جو اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ کیا ہے۔ اچھا ہے یا شرک ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قبولیت دعاء
اور
ثبوت ہستی باری تعالیٰ

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کرونگا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے وجود کے ثبوت کیلئے سمیع اور مجیب ہونے کی صفت کو پیش کیا ہے۔ جیساکہ وہ فرماتا ہے۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی والیؤمنوا بی لعلّھم یرشدون ۔ یعنی اے رسُولؐ! جب میرے بندے میرے متعلق تجھ سے دریافت کریں۔ تو تُو ان کو بتا دے کہ مَیں تو ہر وقت ان کے قریب ہی ہوتا ہوں۔ ہر ایک پکارنے والے کی پکار کا جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ جواب دیتا ہوں۔ یعنی قبولیت کا شرف عطا کرتا ہوں بس انہیں چاہئیے کہ وہ مجھے ہی قبول کریں۔ اور ان معبودان باطلہ کی جن کو مشرکین اپنے ہاتھوں سے بناتے ہیں، پرستش نہ کریں۔ اس کے نتیجہ میں بھلائی اور نیکی کی راہیں انہیں میسّر آئینگی۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ وعدہ جو خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں سے کیا، آیا وہ پُورا بھی کیا یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہو۔ تو ماننا پڑے گا کہ ضرور ایک قادر و توانا اور مجیب ہستی ہے۔ جو اپنے بندے کی دُعا کو جب وہ گھبراہٹ اور مایوسی کے عالم میں ہوتا ہے۔ جب مصیبتوں کے طوفان اُسے چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں۔ جس وقت دشمن تو ایک طرف رہا ہے، دوست بھی مُنہ پھیر لیتے ہیں۔ اور بیگانوں کا کیا کہنا اپنے بھی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ غرضیکہ چاروں طرف بربادی کے بھیانک بادل اسے گھیرے ہوئے ہوتے ہیں قبول کرتا اور اس کی گھبراہٹ کو دُور کر کے اُسے تسلّی و تشفّی دیتا ہے۔

دکھوں اور تکلیفوں سے نجات حاصل ہونا۔ مصیبتوں اور کٹھن منازل میں دُعاؤں کے ذریعہ غیر ممکن کا ممکن ہونا ایک سلیم الفطرت انسان کے لئے کافی دلیل ہے۔ اس بات کی کہ ایک مقتدر ہستی موجود ہے جو دُعاؤں کو سنتی اور بُرے حالات کو اچھے حالات سے بدل سکتی ہے۔

اس کے نظائر کے لئے ہمیں انبیاء کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اُن سے بڑھ کر بیکسی اور بے بسی کا زمانہ کسی پر نہیں آتا۔ خدا کا نبی خدا تعالیٰ سے حکم پاکر اکیلا ہی خدا کے دین کو دُنیا میں پھیلانے کے لئے آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی آواز لوگوں کو سُناتا اور انہیں راہ راست پر چلنے کی تلقین کرتا ہے۔ لیکن لوگ بجائے اس کے کہ اس کی باتوں پر لبیک کہیں اور اس کی نصائح کو ہمہ تن گوش ہو کر سنیں، اسکی مخالفت کرتے، اُسے گالیاں دیتے، اور طرح طرح کی اذیتیں دیکر بعض دفعہ وطن سے بے وطن، اور گھر سے بے گھر کر دیتے ہیں۔ مگر باوجود ایک قلیل جماعت کے خدا کا نبی اور اسکی جماعت دنیا میں کامیاب و کامران ہوتی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ تک کے حالات پڑھو۔ یہ تمام برگزیدہ ہستیاں قبولیت دُعا کی زندہ نشانیاں دکھائی دیں گی۔ اور تمہاری ضمیریں خود بخود پکار اُٹھیں گی کہ بخدا ہم تو غفلت کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بحرِ عصیاں میں غرق رہیں۔ کیسی کیسی زبردست اور جاہ و حشمت و عزت کی مالک قومیں دنیا سے ناپید ہو گئیں۔ بڑے بڑے رؤسا اور تاجدار جن کو ایک زمانہ میں شہرت حاصل تھی۔ خدا تعالےٰ کے عذابوں نے انہیں حرفِ غلط کی طرح مٹا کر رکھدیا۔ اور آج ان کا نام تک بھی کوئی نہیں جانتا۔ اس کے برعکس نبیوں کا برگزیدہ گروہ باوجود بے یار و مددگار ہونے کے، باوجود غریب و نادار اور ضعیف ہونے کے، اور باوجود اس کے کہ وہ اپنے ساتھ ایک قلیل جماعت رکھتے تھے۔ باوجود اس کے کہ اسباب و سامان تک ان کے مخالف تھے۔ ایک دنیا کے فاتح ہوئے۔ نہ صرف دنیا کے بلکہ لوگوں کے دلوں کے بھی اور انکے قلوب کو پاک و صاف کر کے انہیں باخدا انسان بنا دیا۔ وہ جاہل تھے، انہیں عالم بنایا۔ وہ نادان تھے، انہیں عقلمند بنا دیا۔ کروڑ ہا سال گذر گئے اس برگزیدہ جماعت کا نام زندوں کے نام سے بھی بڑھ کر روشن ہے اور رہیگا۔ ان کے کارہائے نمایاں صفحۂ ہستی سے کبھی مٹائے نہیں جاسکتے۔ یہ سب کامیابیاں اور شہرتیں انہیں کیوں حاصل ہوئیں۔ اس لئے کہ ایک مقتدر اور مجیب ہستی ان کی حامی و مددگار تھی۔ چنانچہ مثال کے طور پر دیکھیں:۔

(۱) حضرت نوح علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کئے گئے تھے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچایا۔ انہیں دینی و دنیوی کامیابیوں کا واسطہ دے کر تبلیغ کی اور کہا کہ تمہیں میری پیروی کے نتیجہ میں خدا ملیگا جو تمہیں کشائشِ مال اور اولاد عطا کریگا۔ اور تمہارے گناہوں کو معاف کر کے قیامت کے دن کی رسوائی اور ذلت کے عذاب سے بچائیگا۔ لیکن وہ خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہوئے۔

اتمامِ حجت کے لئے حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ثمّ انی اعلنت لھم و اسررت لھم اسرارا کہ اے پروردگار مجھ سے تو جہاں تک کوشش ہو سکی۔ انکی مجلسوں میں علی الاعلان بھی تبلیغ کی اور فرداً فرداً پوشیدہ بھی کی لیکن یہ لوگ مخالفت پر کچھ ایسے تلے بیٹھے ہیں کہ اس کا ترک ہونا ناممکن نظر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے اللہ کے برگزیدہ نبی جن لوگوں نے تجھ پر ایمان لانا تھا وہ تو لا چکے۔ اب ان کے بعد تیری کوئی نہیں سنیگا۔ یہ فرمان الٰہی سننے کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا۔ اے میرے رب یہ لوگ ایمان لانے سے تو رہے اس لئے اب صرف ان کافروں کو ہی تباہ و برباد نہ کر بلکہ ان کے گھروں تک کے نشانوں کو مٹا دے۔ اگر ذرہ بھر بھی فراست ان میں ہوتی تو وہ اب بھی ڈر جاتے۔ اور توبہ اور استغفار کے ذریعہ عذاب الٰہی کو ٹال دیتے لیکن اب وہ ایک نئے رنگ میں مخالفت کرتے ہیں۔ خدا کا نبی اور اس کی قلیل جماعت خدائی ارشاد کے ماتحت لکڑی کے تختوں کو اکٹھا کر کے کشتی تیار کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ وہاں سے ہنسی کرتے ہوئے گذرتے ہیں۔ کہ یک نہ شد دو شد۔ کل تو ہمیں تبلیغ کرتے تھے آج ایک کشتی تیار کی جارہی ہے۔ اس لئے کہ اس خشک زمین پر ہر طرف پانی ہی پانی نظر آئیگا۔ اور یہ کشتی انکو اور انکے ساتھیوں کو بچائے گی۔ لیکن آخرکار خدا کا وعدہ سچا ہوا۔ اس نے اپنے بندے کی دعا کو سنا۔ اور مخالفوں کو ان کی غفلت کی سزا دی پانی چڑھا اور چڑھتا چلا گیا۔ بڑھا اور بڑھتا ہی گیا۔ حتیٰ کہ تمام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کافروں کو ان کے مکانوں سمیت غرق کر دیا۔ اور اپنے نبی اور اس کی جماعت کو بچا کر اپنی ہستی کا زبردست ثبوت دیا۔ پھر اور دیکھئے۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی اور بچے کو خدائی حکم کے مطابق وادیٔ غیر ذی ذرع میں چھوڑ کر آتے ہیں۔ جہاں نہ پانی تھا نہ سبزہ، نہ کوئی درخت تھا نہ سائبان۔ صرف آسمان انکا سائبان اور زمین انکا بچھونا تھا۔ اس بے سروسامانی اور تنہائی کے عالم میں اپنی بیوی اور بیٹے کے لئے دُعا کرتے ہیں کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی اولاد کو جو میرے بڑھاپے کی پونجی ہے۔ اس غیر ذی ذرع وادی میں جو تیرے عزت والے گھر کے پاس ہے۔ بسایا ہے۔ ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون۔ اے ہمارے رب تا وہ نماز کو قائم کریں۔ پس تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر، تاکہ وہ ان کے پاس آکر آباد ہوں۔ اور ان کو پھلوں سے رزق دے۔ تا وہ تیرے شکر گذار بندے بنیں۔ اس دُعا کا جو نتیجہ نکلا وہ اظہر من الشمس ہے۔ اسی غیر ذی ذرع وادی کو خدا نے زرخیزی سے بدل دیا۔ اور لاکھوں انسانوں کو وہاں آباد کر دیا۔ چشمۂ زمزم کا عظیم الشان معجزہ دکھایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا۔ ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ کے مطابق اسی بچہ کی نسل سے ایک ایسا عظیم الشان نبی پیدا کیا۔ جو دو جہانوں کا بادشاہ بنا۔ جس نے دنیا بھر میں انقلاب عظیم پیدا کر کے رکھدیا۔ اور شرک کو دُور کر کے وحدت کو قائم کیا۔

(۳) پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا کا نشان دیا۔ قوم کی مخالفت پر حضرت موسیٰؑ کے دُعا کرنے کے نتیجہ میں فرعون اور اس کے لاؤ لشکر کو ان کی آنکھوں کے سامنے غرق کر دیا۔ اور ان کے اموال اور ان کی جائدادوں کا جنپر انہیں بہت ناز تھا دوسروں کو وارث بنا دیا۔

(۴) اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک یتیم، بے بس و بیکس اور بے سروسامان ہونے کی حالت میں عرب جیسے ملک میں دعویٰ کرتے ہیں کہ میں خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ شرک کو دنیا سے مٹانے کیلئے آیا ہوں۔ یہ سنتے ہی تمام عرب میں ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک آگ لگ جاتی ہے۔ اور آپؐ کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا حتیٰ کہ دشمن آپؐ کو آپکے وطن سے باہر نکال دیتے ہیں۔ اس بے سروسامانی کی حالت میں جب اپنے منہ پھیر لیتے ہیں۔ اور اپنی طاقت کے گھمنڈ میں آپؐ کو بے وطن کر دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ انّ الذی فرض علیک القراٰن لرآدک الی معاد۔ یعنی وہ خدا جس نے تجھ پر قرآن کریم کو فرض کیا۔ تجھے دوبارہ مکہ مکرمہ میں واپس لائیگا۔ تیرا آنا معمولی لوگوں کے آنے کی طرح نہ ہوگا۔ بلکہ تو شاہانہ جاہ و حشمت کے ساتھ اس بستی میں داخل ہوگا چنانچہ فتح مکہ کے وقت آپؐ خدائی وعدہ کے مطابق دس ہزار قدسیوں کے ساتھ فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔

(۵) پھر موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ بہت سی پیشگوئیاں خدا تعالیٰ نے آپؑ پر قبل از وقت ظاہر کیں اور وہ روز روشن کی طرح دنیا میں پوری ہوئیں۔ بیشمار دُعائیں آپؑ نے فرمائیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول کی گئیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ نے میاں عبدالرحیم خان پسر حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے سخت بیمار ہو جانے پر انکی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائی۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا کو سن کر انہیں صحت عطا کی۔ اسی طرح عبدالکریم کو جو حیدر آباد سے قادیان میں بغرض حصول تعلیم آیا ہوا تھا۔ دیوانے کتے نے کاٹ لیا۔ اُسے فوراً علاج کے لئے کسولی بھیج دیا گیا۔ وہاں سے واپسی پر اُسے جنون کا دورہ ہو گیا۔ جس کی اطلاع بذریعہ تار کسولی دی گئی۔ وہاں سے جواباً یہ تار آئی۔ کہ:-

"افسوس عبدالکریم کے لئے کچھ نہیں کیا جا سکتا"۔

ادھر حضرت اقدسؑ کے دل میں دعا کے لئے درد پیدا ہوا۔ اور آپ نے رات بھر اس کی صحت کے لئے دعا فرمائی۔ صبح ہوتے ہی مریض بالکل تندرست ہو گیا۔ یہ کیا ایسے سینکڑوں نشان آپ نے دنیا کو دکھائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:-

"مَیں قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں"۔

ایسے ایسے بیّن نشانوں کو دیکھنے کے باوجود بھی جو شخص خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کرتا ہے۔ اُس سے بڑھ کر بدبخت اور کون ہو سکتا ہے۔

(خاکسار امۃ الرشید شوکت متعلمہ دینیات درجہ رابعہ نصرت گرلز کالج)

اُردو تاریخ اسلام

مجھے اُردو میں تاریخ اسلام پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ اگر کسی بہن کو معلوم ہو کہ اُردو میں ایسی تاریخ کہاں سے اور کس قیمت پر مل سکے گی۔ تو بذریعہ مصباح مطلع فرمائیں۔ (ایک ضرورتمند)

موجودہ جنگ

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

(المسیح الموعودؑ)

خدا تعالیٰ نے انسان کو معرفت کاملہ تک پہنچانے کیلئے دو قسم کے قویٰ عنایت فرمائے ہیں۔ ایک معقولی قوتیں جن کا منبع دماغ ہے۔ اور ایک رُوحانی قوتیں جن کا منبع دل ہے۔ اور جن کی صفائی دل کی صفائی پر موقوف ہے۔ جن باتوں کو معقولی قوتیں کامل طور پر دریافت نہیں کر سکتیں۔ رُوحانی قوتیں ان کی حقیقت تک پہنچ جاتی ہیں۔ مذہبی معاملات میں خاص کر رُوحانی قویٰ کو عمل میں لانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ انسان خود ہی خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے باریک اور پیچ در پیچ راستوں کو صحیح طور پر معلوم نہیں کر سکتا۔ اور ادھر خدا تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ میرا بندہ میری طرف جھکے اور مجھ تک پہنچے۔ اس لئے وہ انسانوں کے رُوحانی قویٰ کو ترقی دینے کے لئے اپنے کسی برگزیدہ بندے کو اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرماتا ہے۔ وہ اپنے رسُول کو تمام اچھی اور بُری باتوں سے آگاہ کر دیتا ہے۔ اور اپنے تک پہنچنے کے تمام وسائل بھی اس کو بتا دیتا ہے۔ اور وہ رسول خود ان تمام باتوں کا نمونہ ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کو اس قدر پیارا اور عزیز ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو اس کی مخالفت کرتے اور اُسے دکھ دیتے ہیں۔ تباہ و برباد کر دئے جاتے ہیں اور ہمیشہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نصرت وظفر اس کے رسول کے ساتھ رہتی ہے۔

جب سے دنیا شروع ہوئی اسوقت سے خدا تعالیٰ کی سنت یہی چلی آئی ہے کہ وہ اپنی مخلوق کو ضلالت و گمراہی سے بچانے کے لئے اپنے انبیاء بھیجتا رہتا ہے۔ اور اسطرح لوگوں پر اتمام حجت قائم کرتا رہتا ہے۔ جب کبھی خدا تعالیٰ کی بادشاہت کسی نبی کے ذریعہ سے دنیا میں قائم کی گئی۔ مفسدوں اور شریروں کے گروہ اس کی مخالفت میں کھڑے ہو گئے۔ اور خدا تعالیٰ کے رسول کو ایذائیں دینا انہوں نے اپنا شیوہ بنا لیا۔ کبھی اُسے ساحر کا خطاب دیا تو کبھی کاہن کا۔ کبھی مجنون کا تو کبھی شاعر کا۔ لیکن وہ اپنی ان تمام باتوں اور کوششوں سے رسول کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے ان کو اس قدر رسوا اور ذلیل کیا کہ ان کے انجام کو خیال میں لا کر بھی ایک مومن کا دل کانپ جاتا ہے۔

اب ہم بڑی بڑی دو قوموں کے حالات کو لیتے ہیں کہ ان کا انجام خدا تعالیٰ کے رسول کی بے حرمتی اور سرکشی کرنے سے کیا ہوًا۔

پہلے ہم یہودیوں کو لیتے ہیں۔ یہودی دنیا میں سب سے زیادہ مالدار قوم ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے تجّار، اور کارخانہ دار یہودی لوگ ہیں۔ یہودی قوم کا ایک ایک مرد کئی کئی کروڑ روپے کا مالک ہے۔ دُنیا کی بڑی بڑی حکومتیں ان سے روپیہ قرض لیتی ہیں۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ہم روز اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ آج جرمنی سے یہودی نکالدئے گئے۔ اور آج شام اور ایران میں سے انہیں نکل جانے کا حکم ہوًا ہے۔ ان کی جائدادیں ضبط کی جاتی ہیں۔ اور انہیں ایک ملک سے دوسرے ملک میں دھکّے دئے جاتے ہیں۔ تمام دنیا میں ایک بالشت بھر علاقہ بھی ان کے قبضے میں نہیں ہے۔ ایسا کیوں ہوًا۔ اور کیوں دوسری قومیں ان سے ساتھ اس قدر گرا ہوًا سلوک کرتی ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ کا غضب ان پر نازل ہوًا۔ کیونکہ انہوں نے خدا تعالےٰ کے ایک نیک بندے اور اس کے رسول کی جو کہ ان کو گمراہی سے بچانے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ بے حرمتی کی۔

یہ کیا ہی عبرتناک انجام ہے!

خدا تعالیٰ ہر ایک کو اس سے محفوظ رکھے۔

اب ہم دُوسری قوم کو جسے آجکل عیسائیت کے نام سے پکارا جاتا ہے لیتے ہیں۔ یورپ کی سرزمین عیسائیوں کا وطن ہے۔ موجودہ تہذیب و تمدن کا دار و مدار عیسائیوں پر ہے۔ خدا تعالیٰ نے ان میں بھی ایک رسول بھیجا۔ اسنے کہا کہ اے لوگو! مَیں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے! اور میری اطاعت کرو

حضرت عیسےٰؑ نے اپنی قوم کے لئے دُعا کی کہ اے خدا تو ان پر مائدہ نازل فرما۔ اور ان کے پچھلوں اور ان کے اگلوں پر ہر قسم کی نعمتیں نازل فرما۔ خدا تعالےٰ نے جواب دیا۔ کہ ان لوگوں کو ہر ایک قسم کی نعمتیں دی جائینگی لیکن اگر ان میں سے کسی نے شرک کیا، نافرمانی کی۔ تو میں ان کو ایسا عذاب دُونگا جو دنیا میں کسی اور کو نہیں دیا ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو ایسے غضب کے قویٰ دماغی عطا کئے کہ انہوں نے ایسی ایسی ایجادیں کیں جنہیں دُنیا دیکھکر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ور سُنکر حیران اور دنگ ہے۔ بجلی، ٹیلیگراف، فونوگراف ریڈیو، وائرلیس، ریلوے، سڑکیں، انجن، کارخانے، مشینری، کپڑا بننے کی کلیں، پرنٹنگ پریس۔ یہ سب ایجادیں عیسائی لوگوں کی ہی ہیں۔ لیکن ان کے دلوں پر ایسے پردے پڑے ہیں کہ وہ اتنی معمولی سی بات کہ کوئی انسان اس جسم فانی کے ساتھ زندہ آسمان پر نہیں جا سکتا۔ سمجھنے سے قاصر رہے۔ نتیجہ کیا ہوُا۔ یہ کہ خدا کا غضب ان پر بھڑکا۔

قرآن شریف میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی بستی پر اس وقت تک عذاب نازل نہیں فرماتا جب تک کہ اس میں اپنا ایک رسُول بھیجکر اتمام حجت نہ کرے۔

جب دنیا میں چاروں طرف گمراہی و ضلالت کا دور دورہ تھا۔ مخلوق اپنے خالق کو بھول چکی تھی اور عیسائیوں نے ایک عاجز بندے کو خدا تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا۔ تو خدا تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی۔ اور اس نے مخلوق کو اس قعرِ ذلت سے نکالنے کے لئے اپنے وعدہ کے مطابق دنیا میں ایک مصلح کو مبعوث فرمایا۔ جو عیسائیوں کے لئے عیسیٰ، ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں کے لئے مہدی تھا اُس نے عیسائیوں سے یہ کہا کہ کوئی شخص مر کر زندہ واپس نہیں آسکتا۔ اور وہ عیسےٰ جس کی تم انتظار کر رہے ہو۔ میں ہی ہوں۔ پس آؤ اور میری بات مان لو تا خدا تعالےٰ کے فضلوں کے وارث ہو۔ لیکن انہوں نے اس خدا کے پیارے کی بات کو ٹھکرا دیا۔ اور اسی طرح شرک میں مبتلا رہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ان لوگوں کی دین سے اس قدر بے پرواہی اور دنیا کی اس قدر محبّت کے بدلے ان پر ایک ایسا عذاب نازل کرے جس کی مثال دنیا میں اس سے پہلے کبھی نہیں ملتی۔ قرآن شریف میں بھی اس بات کا ذکر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر لوگوں نے میرے رسول کا انکار کیا تو مَیں ان کو ایسا عذاب دُونگا جو دنیا میں اس سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوُا ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی پیشگوئیاں کیں کہ ان لوگوں پر بڑی بڑی مصیبتیں آنے والی ہیں۔ جنگیں ہونگی۔ قحط پڑیں گے۔ اور لوگ کیڑوں کی طرح مارے جائیں گے۔ چنانچہ آج یہ تمام باتیں ہم اپنی آنکھوں سے پُوری ہوتی دیکھ رہی ہیں۔ ان لوگوں پر اس دردناک عذاب کی ابتدا یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کو ہوئی۔ جبکہ جرمنی کی فوجوں نے اچانک پولینڈ پر حملہ کر دیا۔ اور یہ حملہ بغیر کسی الٹی میٹم دینے کے کیا گیا۔ فوجوں کے حملہ کرنے کے تقریباً ۱۰ منٹ بعد ہوائی جہازوں نے بھی بم برسانے شروع کر دیئے۔ بم نہ صرف فوجی مقامات پر برسائے گئے۔ بلکہ ہر ایک جگہ میں۔ شہروں پر کیا اور گرجوں پر کیا سب جگہ بم گرے۔ نہ صرف فوجی سپاہیوں کو ہی ان بے پناہ گولوں کا شکار بنایا گیا بلکہ ہزاروں معصوم اور بے گناہ بچے اور عورتیں بھی آن کی آن میں ڈھیر ہوگئیں۔

رات دن کی لگاتار گولہ باری سے پولینڈ تقریباً ۱۵ دنوں میں ہی فتح ہوگیا۔

اس حملہ کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ پولینڈ کی بندرگاہ جس کا نام ڈینزگ ہے اور جسکے ذریعے پولینڈ والے تمام تجارت کرتے تھے۔ جرمنی والوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے اس کا مطالبہ کیا۔ پولینڈ والوں کے لئے ڈینزگ کا سوال ان کی زندگی اور موت کا سوال تھا۔ انہوں نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ جرمنی کی بے پناہ فوجوں نے اسکو تسخیر کر لیا۔

اب سردی کا موسم آگیا تھا۔ اس لئے جرمنی کے انسان نما درندوں نے لڑائی کو تھوڑے عرصہ کے لئے بند کر دیا۔ اور دوسرے ملکوں کو فتح کرنے کی تجویزیں سوچنے لگے۔

سردی کا موسم ختم ہُوا تو جرمنی نے باری باری تمام شمالی علاقوں مثلاً ناروے، سویڈن، ہالینڈ، ڈنمارک اور بلجیم پر ہاتھ صاف کیا۔ ادھر رُوس والوں نے فن لینڈ پر دھاوا بول دیا۔ اس کے بعد اس نے فرانس میں اپنی فوجیں بھیجیں۔ میگنٹ لائن جس کے متعلق فرانسیسیوں کا دعویٰ تھا کہ وہ ناقابل تسخیر ہے۔ اور دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی اس کو عبور نہیں کر سکتی، وہ بھی ان کو جرمنی کی فوجوں سے بچا نہ سکی۔

اتحادیوں نے بڑی دلیری سے مقابلہ کیا لیکن جرمنی کی فوج تعداد میں بہت زیادہ تھی۔ نتیجہ یہ ہوُا کہ تقریباً ۱۴ دنوں میں فرانس جیسا علاقہ بھی نازیوں کے ہاتھ چلا گیا۔ اب جرمنوں کا مطالبہ فرانسیسیوں سے یہ تھا کہ وہ اپنا بحری بیڑہ جرمنوں کے سپرد کر دیں۔ فرانس والوں نے یہ مان بھی لیا لیکن انگریزوں نے اپنی حکمت عملی سے بہت ہی کم جہاز دشمنوں کے ہاتھوں میں جانے دئے۔ اور بہت سے جہاز انگریزوں نے اپنی بندرگاہوں میں بھجوا دئے۔

اب جرمنی سارا زور اس بات پر صرف کر رہا ہے کہ کسی طرح انگریزوں کو شکست دے۔ اور برطانیہ پر قبضہ کرے۔ ادھر فرانس اور ادھر ناروے کی طرف سے ہوائی جہاز برطانیہ پر گولہ باری کرتے ہیں۔ جانوں اور مالوں کے نقصان کا کوئی اندازہ ہی نہیں۔ چند دن کی بات ہے۔ مسٹر چرچل نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ دشمن کے حملے کا ڈر اب آگے سے کم ہو گیا ہے لیکن ہمیں چوکنے رہنا چاہیئے۔ دشمن کا نقصان ہم سے کہیں زیادہ ہے۔ جہاں دشمن کے ۳ ہوائی جہاز تباہ ہو رہے ہیں وہاں ہمارا صرف ایک ہوائی جہاز کام آتا ہے۔ اور جہاں ہمارا ایک ہوا باز مارا جاتا ہے۔ وہاں دشمن کے ۱۰ ہوا باز مارے جاتے ہیں۔

ادھر مسولینی بھی نازیوں کے ساتھ مل گیا۔ ہٹلر کا یہ ارادہ تھا کہ اٹلی کا بیڑہ انگریزوں کی طاقت کو بحیرہ روم میں کم کر دیگا۔ تو پھر انگریزوں پر آسانی سے حملہ کر دیا جائے گا۔ کیونکہ اگر بحیرہ روم کا راستہ انگریزوں کے لئے بند ہو جائے تو وہ سامان تجارت ایک جگہ سے دُوسری جگہ لے جا نہیں سکیں گے۔ لیکن انگریزوں نے اس کی ان اُمیدوں پر پانی پھیر دیا۔ کیونکہ انہوں نے بحیرہ رُوم میں اٹلی والوں کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ اور اسے بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔

جنگ کے شروع میں انگریزوں کے پاس ہوائی جہازوں کی کمی تھی۔ امریکہ نے اس آڑے وقت میں انکی مدد کی۔ اور ۲۸۰۰ ہوائی جہاز ایک وقت میں تیار کر کے انگلستان روانہ کر دئے۔ اسی طرح مقررہ مقدار پر ہوائی جہاز تیار کرنے اور ان کو انگلستان بھیجنے کا وعدہ کیا۔

یہ تو تھے مغرب کے حالات۔ اُب مشرق کے حالات سنئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب جاپان نے دیکھا کہ فرانسیسیوں کی طاقت کمزور ہوگئی ہے۔ تو اس نے ایک چھوٹا سا بہانہ تراش کر فرانس والوں کو دھمکی دی کہ ہند چینی کے راستے چین کو سامانِ جنگ پہنچتا ہے۔ اگر یہ بند نہ کیا گیا تو ہم ہند چینی پر حملہ کردیں گے۔

اب جاپان کی صلح جرمنی کے ساتھ ہے اور امریکہ والوں سے وہ بہت ناراض ہے۔ کیونکہ امریکہ والوں نے مٹی کا تیل بھیجنا جاپان کو بند کر دیا ہے۔

موجودہ تجویز جرمنی کی یہ ہے کہ پہلے وہ خشکی والے علاقوں مثلاً شام، فلسطین، رومانیہ اور ہنگری وغیرہ پر اپنا تسلط جماتے ہوئے افغانستان تک آپہنچے اور پھر برطانیہ پر حملہ کر کے اس کی طاقت کو کمزور کر دیا جائے۔ ادھر جاپان جب دیکھے کہ انگریزوں کی طاقت کمزور ہوچکی ہے۔ تو ہندوستان پر حملہ کردے۔

ادھر جب ہٹلر نے دیکھا کہ بحیرہ رُوم کی ناکہ بندی اٹلی نہیں کرسکتا۔ تو اس نے سپین پر ڈورے ڈالنے شروع کئے کہ وہ ان کے ساتھ ملکر انگریزوں کا اقتدار بحیرہ روم سے ختم کردے۔ لیکن ابھی تک وہ غیر جانبدار ہی ہے۔

یہ حالات ہیں جو اس وقت تک رُونما ہوچکے ہیں اور خطرہ ہے کہ یہ جنگ اس قدر بڑھ جائے کہ دنیا کی تقریباً تمام سلطنتیں اس کی لپیٹ میں آجائیں۔

موجودہ جنگ کے ہتھیاروں میں سے سب سے بڑا ہتھیار ہوائی جہاز ہیں۔ ہوائی جہازوں سے جنگ اسقدر مہیب اور خوفناک ہوگئی ہے کہ انسان کو ایک منٹ کا بھی پتہ نہیں کہ کس وقت ہوائی جہاز اُوپر سے آئے اور بم گرائے اور ہر ایک چیز تباہ و برباد کردے۔

پھر مختلف قسم کے بم اور توپیں، ٹینک اور مشین گنیں وغیرہ استعمال ہوتی ہیں۔ غرض وہ تمام وسائل جو انسان کو جلد سے جلد تباہ کرسکتے ہیں، اس جنگ میں عمل میں لائے جارہے ہیں۔ اور یہ اس قدر خوفناک عذاب ہے کہ وہ ملک جو اس جنگ کی لپیٹ میں ہیں، ان کو نہ دن کو آرام ہے نہ رات کو چین۔ پتہ نہیں کہ کس وقت ہوائی جہاز آئیں اور اُنہیں اُٹھکر پناہ گاہوں میں گھُسنا پڑے۔

یہ سب کچھ کیوں ہُوا۔ محض اس لئے کہ ان لوگوں نے خداتعالےٰ کے رسُول کی بات کو نہ سُنا اور خداتعالےٰ سے بُعد اختیار کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ خداتعالیٰ اس عذاب کے ذریعہ اسلام کے لئے راستہ صاف کر رہا ہے۔ اور وہ دن دُور نہیں۔ جب تمام دنیا پر اسلام کا دور دورہ ہوگا۔ اور ہر طرف احمدی ہی احمدی نظر آئیں گے۔

اَے خدا تُو ہمیں بھی وہ پُرجلال، اور بابرکت دن دکھا۔ اور نہ صرف دکھا۔ بلکہ ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم تیرے عاجز بندے بھی اسے نزدیک لانے میں کچھ حصہ لے سکیں +

(امۃ المجید جماعت دہم)

ضروری گذارش

مصباحی بہنوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ دائی مائی بیگم کی دوا کا اشتہار مصباح میں کئی دفعہ شائع ہوچکا ہے اگر کسی بہن نے دوائی منگوا کر تجربہ کیا ہو۔ تو براہ مہربانی مطلع فرمائیں۔ تا معلوم ہوسکے کہ وہ دوائی فائدہ مند ہے یا نہیں + (م۔ن)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہولناک عذابوں کا لامتناہی سلسلہ

"میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں، اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔" (حضرت مسیح موعودؑ)

ابتدائے دنیا سے سنت اللہ اسی طرح واقع ہے۔ کہ ضلالت اور گمراہی کے ازالہ کے لئے آفتاب صداقت طلوع ہوتا ہے۔ انبیاءٔ خدا کا نور ہوتے ہیں۔ وہ تیرہ و تاریک دلوں کو اپنی ضیا پاشی سے بقعۂ نور بنا دیتے ہیں۔ خدا کے برگزیدہ بندے ماننے والوں کو بشاراتِ الٰہیہ سناتے ہیں۔ اور جو لوگ اس نور سے رُوگردانی اختیار کرتے ہیں، بلکہ اس نور کو بجھانے کے درپے ہوتے ہیں۔ اور نبیوں کے لگائے ہوئے پودے کو بیخ و بن سے اُکھاڑنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کے لئے عذاب مقدر فرماتا ہے۔ اور نبیوں کے ذریعہ اس کا اعلان کرواتا ہے۔ پس نبیٔ وقت مومنین کے لئے مبشر اور منکرین کے لئے منذر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ (سورہ انعام) رحمتِ الٰہیہ کا تقاضا ہے کہ جب کسی قوم یا ملک کے لئے ان کی بدیوں اور بداعمالیوں کے باعث عذاب مقدر ہو۔ تو اس عذاب کے آنے سے پیشتر ان لوگوں کو اپنی اصلاح کا ایک آخری موقعہ دیا جائے۔ اور آنے والے عذاب سے بچنے کے لئے آخری اعلان کھلے طور پر کر دیا جائے۔ اس لئے ایسے عذابوں سے قبل اللہ تعالیٰ ضرور کسی عظیم الشان نبی کو مبعوث فرماتا ہے۔ تا لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ اگر ہمارے پاس عذاب سے پہلے خدا کا پیغمبر آتا۔ تو ہم اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت اختیار کرتے۔ اور ذلت کے عذاب سے بچ جاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى (طٰہٰ آیت ۱۳۴) دُوسری جگہ فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۔ (سورہ بنی اسرائیل) یعنی ہم اس وقت تک لوگوں کو عذاب نہیں دیتے جب تک کسی رسول کو مبعوث نہ کر لیں۔ اس لحاظ سے ظاہر ہے کہ نبی اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے آیت رحمت بن کر آتا ہے۔ وہ عذاب نہیں لاتا۔ اور نہ وہ عذاب کا سبب ہوتا ہے۔ بلکہ وہ تو مقدر عذاب سے قبل از وقت آگاہ کرنے اور محفوظ رہنے کا طریق بتانے کے لئے آتا ہے۔ جب لوگ سرکشی اور تمرد کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ تب آسمانی قضا کا ظہور ہوتا اور ظالموں کو تہ و بالا کر دیا جاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ لیکن اہلِ دنیا پہلے تو خدا کے فرستادہ اور مخلوق کے حقیقی ناصح کی آواز پر کان نہیں دھرتے۔ اسے مجنون اور دیوانہ قرار دیتے ہیں۔ اس کی باتوں کو فضول سمجھتے ہیں۔ مگر جب عذاب آجاتا ہے اور ہلاکت اپنا کام شروع کر دیتی ہے۔ تب لوگ عام طور پر معاندانہ رویہ اختیار کر کے یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ آفات اور یہ بلائیں، یہ طوفان، یہ زلازل، اور یہ تباہ کن حوادث اس نبی اور اس کے اتباع کی نحوست کا نتیجہ ہیں۔

غرض کسی مدعی نبوت کے دعویٰ کے بعد غیر معمولی حوادث اور عذابوں کا وقوع پذیر ہونا اس کی صداقت کی زبردست دلیل ہوتا ہے۔ اور ان عذابوں کو مدعی نبوت اور اس کے ساتھیوں کی نحوست قرار دینا سراسر جہالت اور دھوکا دہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ عقلِ انسانی بھی اس معیار کی تصدیق کرتی ہے۔ حتّٰی کہ دنیاوی حکومتوں کے طریقِ سزا میں بھی یہ بات داخل ہے کہ مُجرم پر انتہائی طور پر اتمامِ حُجّت کر دی جائے اور اُسے اپنی بریّت یعنی سزا سے بچنے کا پورا پورا موقعہ دیا جائے۔ پس عذابوں کے غیر معمولی سلسلہ کے شروع ہونے سے پیشتر آسمانی منذر کا وجود ضروری ہے۔ اور کسی مدعی نبوت کے دعوے کے بعد عذابوں کا غیر معمولی ظہور اس کی سچائی کا ناقابلِ تردید ثبوت ہوتا ہے خصوصاً جبکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہو کہ ان ہولناک دنوں کے ظہور سے سالہا سال پیشتر اس نبی نے ان عذابوں کی خبر دی تھی، اب ہم کو اس معیار کے رو سے اس زمانہ میں مبعوث ہونے والے آسمانی مصلح کو شناخت کرنا چاہیئے۔ مذاہبِ عالم کا اتفاق ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے۔ اس میں بدی اپنے انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ بنابریں اس زمانہ میں کسی عظیم الشان نبی کا آنا ضروری ہے۔ آج سے نصف صدی پیشتر قادیان کی مقدس بستی میں خدا کا برگزیدہ ظاہر ہُوا۔ اُس نے زمینی لوگوں کو خدا کی آواز سنائی۔ اس کا پیغام پہنچایا۔ اور ہر رنگ میں کوشش کی کہ زمینی لوگ آسمانی بنجائیں۔ اور مخلوق اپنے خالق کے آستانہ پر گر کر آنے والے عذاب ہاں سزا دینے والے عذاب سے بچ جائے لیکن افسوس کہ اس کی آواز پر استہزاء کیا گیا۔ اس کی سچی باتوں کو کذب و افترا گردانا گیا۔ اور اس کے انذار کو دیوانہ کی بڑ قرار دیا گیا۔ مگر آخر کیا ہُوا؟ زلازل نے زمین کو ہلا دیا۔ طاعون نے ملک میں کہرام مچا دیا۔ جنگ کے اژدہا کے ذریعہ لاکھوں انسان لقمۂ اجل بن گئے اور بن رہے ہیں۔ قحط اور طوفان نے ایک طرف اور دُوسری بلاؤں نے دُوسری جانب انسانوں کو نیست و نابود کرنا شروع کر دیا۔ اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ بلکہ ہر آنیوالی مصیبت پہلے سے زیادہ ہولناک اور ہیبت انگیز ہوتی ہے دنیا ابھی ایک آفت سے نجات نہیں پاتی۔ کہ دُوسری منہ کھولے دکھائی دیتی ہے۔

ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ اور کیوں عذاب پر عذاب آ رہے ہیں؟ اگر ہم خدا کی رحمت اور اس کی قدیم سنت پر نظر ڈالیں۔ تو ہمیں صاف طور پر ماننا پڑتا ہے کہ یقیناً انسانی نافرمانی حد سے تجاوز کر چکی ہے۔ اور یقیناً خدا کا کوئی نبی دنیا میں مبعوث ہو چکا ہے۔ اگر آج کچھ زبانیں اس صداقت کا انکار کریں تو پرواہ نہیں کیونکہ وہ گھڑی آتی ہے۔ بلکہ دروازے پر ہے۔ جب کہ آنے والے خطرناک عذابوں کو دیکھ کر انسان پکار اُٹھینگے "یَا مَسِیْحَ الْخَلْقِ عَدْوَانَا"۔ اور اس وقت زبانوں سے وہی ظاہر ہوگا جو دلوں میں ہے۔ یعنی لوگ اس زمانہ کے برگزیدہ پر ایمان لے آئیں گے۔ دیکھو خدا کا مسیح کیسے پُر جلال الفاظ میں فرماتا ہے:۔

"یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ مَیں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا مُنہ دیکھوگے۔ اَے یورپ تو بھی امن میں نہیں۔ اور اَے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں۔ اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحدِ یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اسکی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چُپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا۔ جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پُورے ہوتے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔" (حقیقۃ الوحی ص۲۵۷)

پس مبارک ہیں وہ لوگ جو اس چند روزہ زندگی میں خدا کی رضاء کی راہوں پر گامزن ہوتے اور اس کا قرب حاصل کرتے ہیں۔

(مرسلہ آنسہ حمیدہ بیگم درجہ ثالثہ قادیان) (ماخوذ)

تعلیمِ نسواں

اللہ تعالیٰ نے انسان کو فہم و فراست دیکر اشرف المخلوق بنایا ہے۔ یعنی بعض باتیں اسے زائد ودیعت کی ہیں۔ جن کے پیشِ نظر یہ چرند و پرند و دیگر حیوانات سے گوئے سبقت لے گیا ہے لیکن بعض امور اس کے اپنے اختیارات میں کر دئے گئے ہیں۔ جنکو عملی جامہ پہنا کر انسان انسان بلکہ خدا شناس انسان اور باخدا انسان بن سکتا ہے۔ ان اختیاری اُمور میں سے ایک تعلیم حاصل کرنا بھی ہے ؎ بے علم نتواں خدا را شناخت

تعلیم کے لغوی معنی علم حاصل کرنا اور کسی نامعلوم شئے کو بذریعہ مروجہ کتب کے جاننا ہے۔

سمجھنا چاہیئے کہ علم انسانیت کا لباس ہے۔ تہذیب اخلاق اور عادات کا منبع ہے۔ ہدایت اللہ تعالیٰ کے لا متناہی فیض کے حصول کا ذریعہ ہے۔ علم ایک زینہ ہے کہ اس کے طفیل ہم ذلت اور گمنامی کی گہرائی سے نکل کر عزت و مرتبہ کی بلندی تک پہنچ سکتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی بنا پر فرماتے ہیں۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَۃ۔ کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ کیونکہ جزوی اور کلی طور پر دل کی گرہیں اور قفل بغیر علم کی کنجی کے نہیں کھل سکتے۔

افسران محکمہ تعلیم نے اخلاق کی درستی اور تہذیب و تمدن کی ترقی کے لئے تعلیم کو بیحد لازمی اور ضروری قرار دیا ہے۔ کیونکہ تعلیم جسطرح مردوں کے لئے معاش پیدا کرنے کا ذریعہ ہے، اسی طرح مستورات کے سلیقہ اور گھر کے سامان کی ترتیب اور آرائش اور کھانا وغیرہ پکانے اور بچوں کی نگہداشت اور تربیت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ ان اغراض کے پیشِ نظر جگہ جگہ دار العلوم۔ درسگاہیں اور مدرسے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ اور ان ذرائع سے مردوں اور عورتوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ تاکہ وہ اپنے فرائض منصبی کو بطریقِ احسن انجام دے سکیں۔ اور اپنے قیمتی وقتوں کو ضائع نہ ہونے دیں۔

مستورات کے لئے نصاب تعلیم جو فی زمانہ مقرر ہوا ہے بجائے فائدہ پہنچانے کے نقصان کا موجب ہو رہا ہے۔ کیونکہ موجودہ تعلیم کی وجہ سے شہری تمدن کی عورتیں آرائش و آرایش قیمتی لباس۔ باغات اور تھیٹروں کی سیر و گردش۔ انواع و اقسام کے اُبٹنے اور سفید پوڈر و سُرخیوں کو تعلیم کا ماحصل سمجھتی ہیں۔ کئی قسم کے ناول اور افسانے انہیں مرغوب ہو جاتے ہیں۔ دین و مذہب کا نام لینا پسند نہیں کرتیں۔ عقائد و تہذیب اور اخلاق کا اُن میں نام تک نہیں رہتا۔ پردہ بھی جاتا رہتا ہے۔

گذشتہ وقتوں میں مستورات دینیات کی طرف زیادہ رغبت رکھتی تھیں۔ یعنی قرآن و حدیث۔ فقہ۔ مذہبی کتب کا مطالعہ اور اخلاق کی کتابیں تعلیمی نصاب میں داخل ہوتی تھیں۔ اس طرح وہ لوگ تعلیم کے ذریعہ دنیا اور آخرت کے لئے عمدہ سامان مہیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتے تھے۔ شوہر کی فرمانبرداری کی تعلیم ہوتی تھی۔ سلائی کشیدہ، کاڑھنا اور باریک و نفیس کام۔ اُمور خانہ داری کی اصلاح، زیب و زینت، اپنی چار دیواری کے اندر اور وہ بھی سلیقہ کے ساتھ۔ بچوں کی امراض کا جاننا اور ان کا علاج۔ بچوں کی دیکھ بھال وغیرہ مستورات کے لئے تعلیمی نصاب ہوتا تھا۔ اگر مائیں ناخواندہ ہوں تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اُن کے بچوں کا کیا حال ہو سکتا ہے ؎

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

یقیناً یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ اَن پڑھ ماؤں کے بچے بچپن سے لے کر بڑھاپے تک اعلیٰ اخلاق سے دُور رہتے ہیں۔ اور یہ بات تعلیم و تربیت سے درست ہو سکتی ہے۔ بچوں کے ضمیر اور دل نہایت سادہ ہوتے ہیں۔ اُن پر نیک یا بد نمونہ نہایت جلدی اثر انداز ہوتا ہے۔ اور پتھر پر لکیر کی مانند اُن میں وہ بات راسخ ہو جاتی ہے۔ اِس لئے بچوں کے سامنے نیک نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ یعنی اگر بچے کے ماں باپ یا اُن میں سے کوئی جھوٹ بولتا ہے۔ چوری کرتا۔ یا بد اخلاقی سے پیش آتا ہے۔ تو ضروری طور پر بچہ بھی اپنی اخلاقِ رذیلہ کا مالک ہوگا۔ لیکن اگر مستورات تعلیمیافتہ مہذب، با اخلاق، دلاور، پابند صوم و صلوٰۃ ہونگی تو اسکے نتیجہ میں اُن کی اولاد بھی نیک، راست گفتار اور صاحب اخلاق ہوگی۔

پس ضروری ہے کہ مستورات اور پردہ نشین باعصمت عورتیں اپنے قیمتی اوقات کو لغویات میں ضائع نہ کریں۔ اور نہ اپنی فرصت کے اوقات کو افسانوں اور مختلف قسم کے ناولوں کے مطالعہ میں صرف کریں۔ بلکہ انہیں چاہیئے۔ کہ دینیات کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ اور عمدہ عادات و اخلاق کے سیکھنے کی طرف متوجہ ہوں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد مبارک کی تعمیل میں ہر ناخواندہ احمدی عورت خواہ وہ قادیان میں ہے۔ یا باہر تعلیم کے لئے کوشش کرتی نظر آ رہی ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو بارآور کرے۔ اور کوئی احمدی عورت ایسی نہ رہے جو زیورِ علم سے آراستہ نہ ہو۔

(مبارکہ انور محلہ دار الانوار قادیان)

احمدی مستورات کا فرض

بیعت کرنے کے بعد سب سے اہم ذمہ داری جو ہم پر عائد ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم اپنی تمام زندگی اپنے پیارے امام کے تابع فرمان کر دیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"جو شخص مجھ سے سچی بیعت کرتا ہے۔ اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے۔ اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے۔ وہی ہے جو ان آفتوں کے دنوں میں میری رُوح اُس کی شفاعت کرے گی۔" (کشتی نوح)

پس بیعت کرنے کے بعد ہمارا پہلا فرض یہ ہے کہ ہم حضور کی ہدایات پر عمل کریں اور اپنی زندگی کو نہایت پاک و صاف بنائیں۔ دُوسرا فرض جو ہم پر عائد ہوتا ہے۔ یہ ہے کہ ہم نہ صرف خود اپنے امام کی پوری اطاعت کریں۔ بلکہ اپنی دُوسری بہنوں کو بھی اس نعمت کی خبر دے کر ان کو بھی بیعت میں شامل کریں۔ تیسرا فرض جو ہم پر عائد ہوتا ہے۔ وہ بچوں کی تربیت سے تعلق رکھتا ہے۔ جب بچہ ہوش سنبھالے تو یہ باتیں اس کے کانوں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈالنی شروع کر دینی چاہئیں کہ ہم احمدی دنیا میں خدا کی عبادت کیا کرتے ہیں۔ اور اسی کو رامنی کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں احمدی ہمیشہ سچ بولا کرتے ہیں۔ احمدی کسی سے لڑائی جھگڑے نہیں کرتے۔ احمدی سب سے خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں۔ احمدی اپنے نبی اور امام کی پوری فرمانبرداری کرتے ہیں۔ احمدی دینی خدمت میں کسی سے پیچھے نہیں رہتے۔ غرض تمام نیک باتیں اُسے بتائی جائیں اور بار بار بتائی جائیں۔ تاکہ وہ بڑا ہو کر اسلام کا پہلوان بن سکے۔ دیکھو وہ بچے جو آج امریکہ، افریقہ جاوا، سماٹرا، جاپان، انگلینڈ اور دیگر ممالک میں تبلیغ احمدیت کر رہے ہیں۔ ان کا ثواب ان کی ماؤں کو بھی ہو رہا ہے۔ جنہوں نے ان کی اچھی تربیت کی۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہے وہ ماں جس نے ایسا نیک بچہ جنا۔ جو اس کو قیامت تک ثواب کا مستحق کر گیا۔ اور کیا ہی خوش قسمت ہے وہ بچہ جو ایسی پاک والدہ کے گھر پیدا ہوا۔ خدا تعالیٰ مجھ کو اور آپ سب کو بیعت کی حقیقت سمجھنے اور اپنے فرائض کو بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(امۃ الرشید راحت بنت چوہدری غلام نبی صاحب نمبردار)

ایک نسخہ کی ضرورت

مصباحی بہنوں کی خدمت میں عرض ہے کہ میری ایک لڑکی جس کی عمر آٹھ سال ہو گئی ہے۔ اسے بستر میں پیشاب کرنے کی ایسی عادت ہے کہ دور ہونے میں نہیں آتی "کرانتی" رسالہ کے ایک نمبر میں ایک علاج لکھا تھا کہ روزانہ صبح کیوقت سفنج کے ٹکڑے کو پانی میں بھگو کر گدی سے لیکر ریڑھ کی ہڈی کے اخیر تک لیجاؤ۔ پہلے روز ایک مرتبہ۔ دوسرے روز دو مرتبہ غرض بارھویں روز بارہ دفعہ پھر چالیس دن تک بارہ دفعہ۔ ہر روز یہی عمل کرو۔ اس پر بھی عمل کیا۔ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کیا کوئی بہن مجرب نسخہ تحریر فرمائیں گی۔ (ایک حاجتمند)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے عہد مبارک میں سلسلہ احمدیہ کی ترقی

جس طرح آج سے تیرہ سو سال قبل اسلام عرب کی وادی مکہ سے ظہور پذیر ہوا۔ اور عہد فاروقی میں تمام عالم پر چھا گیا۔ اسی طرح آج جبکہ اسلام حقیقی معنوں میں مٹ چکا تھا۔ اور شرک کا دور دورہ تھا۔ پنجاب کی چھوٹی سی گمنام بستی میں دوبارہ احیاء اسلام کا کام شروع ہوا۔ اور حضرت فضل عمر کے عہد مبارک میں اسے ایسی غیر معمولی ترقی حاصل ہوئی۔ کہ اپنے تو الگ رہے بیگانے بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضور کے عہد خلافت میں اسلام اور احمدیت کو جو ترقی نصیب ہوئی۔ اس کی ایک اجمالی کیفیت یہ ہے کہ آپنے اپنے عہد خلافت میں تمام اکناف عالم میں احمدیہ تبلیغی مشن قائم کئے۔ مثلاً لنڈن، افریقہ، امریکہ، سماٹرا، جاوا، روم، بخارا، ہنگری، مصر، ایران، ماریشس، عرب وغیرہ ممالک میں احمدی مبلغ نہایت جوش کے ساتھ تبلیغ میں مصروف ہیں اور سعید الفطرت لوگ اس پاک سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں پھر آپ کے ہی عہد میں لنڈن جیسے شہر میں جو تثلیث کا گہوارہ ہے۔ مسجد تعمیر ہوئی۔ اسی طرح آپکے ہی عہد میں یہ گمنام بستی علم کا مرکز بنی۔ بالخصوص نصرت گرلز سکول حضرت اُمّ المومنین کے نام پر لڑکیوں کی تعلیم کے لئے جاری ہوا۔ جس میں نہ صرف میٹرک تک لڑکیوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ بلکہ حضور نے اس غرض کے لئے کہ لڑکیاں بھی اسلام اور احمدیت کے تمام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسائل سے پوری طرح آگاہ ہوں۔ دینیات کلاسز کا اجراء کیا۔ جس کے چار درجے ہیں۔ ان کلاسز میں قرآن کریم، احادیث، کتب فقہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ اسی طرح آپ نے جماعت کی ناخواندہ مستورات کی تعلیم کا انتظام لجنہ اماء اللہ کے سپرد فرمایا۔ جو اپنی جگہ مستورات کی تعلیم کا انتظام کر رہی ہے۔

پھر حضور نے ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کے ماتحت ایک نیا نظام قائم فرمایا۔ جس کے دفاتر اور دیگر شعبہ جات بھی الگ ہیں۔ چنانچہ تحریک جدید کے ماتحت اسوقت کئی مجاہدین غیر ممالک میں تبلیغ کر رہے ہیں۔

پھر اور ترقیات سے قطع نظر اگر قادیان کی ترقی کو ہی دیکھا جائے۔ تو چشم بینا کے لئے یہ ایک بڑا نشان ہے۔ یہ وہی گمنام بستی ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ ع

کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیان کدھر

لیکن اب اس بستی میں اس قدر آبادی ہو رہی ہے۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے اس کو آج سے پچیس ۲۵ برس پہلے دیکھا تھا۔ حیران ہو کر پوچھتے ہیں کہ کیا یہ وہی بستی ہے جسے کوئی نہ جانتا تھا۔ اور جو آج سچ مچ مرجع خلائق بنی ہوئی ہے۔ یہ وہی بستی ہے جس میں پہلے ڈاک صرف ہفتہ میں ایک دن آتی تھی۔ اس میں نہ کوئی مدرسہ تھا۔ نہ دفاتر۔ لیکن آج ڈاک دن میں دو مرتبہ آتی ہے۔ تار کا انتظام ہے۔ اور بجلی بھی اسکے گلی کوچوں کو منور کر رہی ہے۔ پھر یہاں کے لوگ تحصیل علم میں دوسرے لوگوں سے پیش پیش ہیں۔ اور ہر وقت علماء کا اسجگہ جمگھٹا لگا رہتا ہے اور یہاں پر وہ نظارے دیکھنے میں آتے ہیں جو کسی اور بستی کو نصیب نہیں۔ چنانچہ جسوقت کوئی مبلغ قادیان سے اور اپنے پیارے موعود خلیفہ سے تبلیغ احمدیت کیلئے جدا ہو رہا ہوتا ہے اور ایک سرسری نظر غم و خوشی میں ڈوبی ہوئی ڈالتا ہے تو بے اختیار دوسروں کے دلوں سے اسکی خیر و عافیت، اور تبلیغ احمدیت کے لئے دعائیں نکلتی ہیں اور وہ ہزاروں دعاؤں اور برکتوں کو لیکر روانہ ہوتا ہے۔ غرض جو کام آپکے مبارک عہد میں ہوا۔ وہ احمدیت کی ترقی کا باعث ہوا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس موعود خلیفہ کو درازی عمر اور صحت کامل عطا فرمائے۔ اور دین اسلام آپکے ذریعہ کامل عروج تک پہنچے۔

(امۃ اللطیف درجہ ثالثہ)

اخلاقِ فاضلہ

اخلاق عربی کا لفظ ہے جس کا مفرد "خلق" ہے۔ خلق کے معنے ہیں عادت۔ انسان کیا ہے۔ عادات و اطوار کا مجموعہ۔ اخلاق کے لفظ کا اطلاق لغت میں اعمال کی صفائی اور اقوال کی درستی پر ہوتا ہے۔ درحقیقت اخلاق فاضلہ کا اپنے اندر پیدا کرنا اور بگڑی ہوئی عادتوں کو درست کرنا بہت بڑا مجاہدہ چاہتا ہے۔ کیونکہ عادت آہستہ آہستہ فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ اور اس کا دور کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے۔ جب انسان اپنی ان عادات شنیعہ کو جو پختہ ہو چکی ہوتی ہیں رفع کرنا چاہے تو اس وقت اُسے دو متضاد جذبات سے بیک وقت دوچار ہونا پڑتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک تو جذبۂ سعادت اس کو سعید بنانے کیلئے بیچین ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف اس کی وہ عادتیں جو اسکی فطرت کا حصہ بن چکی ہوتی ہیں۔ اُسے مجبور کرتی ہیں کہ وہ انہیں ترک نہ کرے۔ غرض اس وقت انسان کی حالت ایک ایسی گاڑی کی مانند ہوتی ہے۔ جسے ایک طرف ایک قوی ہیکل جن بڑے شد و مد سے گہری کھائی میں گرانے کے لئے لے جارہا ہو۔ اور دُوسری طرف نیکی کی ترغیب دینے والا فرشتہ اسے اللہ تعالیٰ کے باب رضوان پر لیجاکر کھڑا کرنے کے لئے بیچین ہو۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان دونوں میں سے کون بازی لے جائیگا۔ کیونکہ یہ میدان تو اسی کے ہاتھ رہیگا جس کی طرف انسان خود جائے۔ یعنی اگر انسان میں اتنی قوت ارادی اور اتنی قوت عمل موجود ہو کہ وہ ہوائے نفس کو مغلوب کرے اور نفس امّارہ کو کچل ڈالے۔ تو یقیناً اُسے بڑی کامیابی حاصل ہوگی۔ لیکن اگر بدقسمتی سے وہ اس کشمکش میں سُست ہو گیا اور اس میں ذرا بھی تساہل برتا تو بیہرہ ہوگا او قعر مذلت۔

عورت اگر کچھ سوچے اور تدبّر سے کام لے تو یہ کام بہت حد تک اُس کا اور صرف اُس کا ہے۔ کیونکہ اگر ماں ہونے کی حیثیت میں بچوں کی عادات کی نگرانی کیجاسکتی ہے تو جوانی میں بیوی یہ فرض نہایت خوش اسلوبی سے ادا کرسکتی ہے۔

غرض اخلاق و عادات کی درستی کا فرض تمام کا تمام عورت پر عائد ہوتا ہے مثل مشہور ہے کہ جو باتیں عہد میں دل و دماغ پر حاوی ہو جائیں گی۔ وہ لحد تک ساتھ دیں گی۔ اسی لئے اسلام ہمیں بچہ کے پیدا ہوتے ہی اس کے کانوں میں اس ذات کا نام پہچانے کا حکم دیتا ہے جو اس کا حقیقی مالک ہے۔ گویا اس حکم میں والدین کی اس طرف راہنمائی کی گئی ہے کہ وہ چوکس ہو جائیں۔ اور خیال رکھیں کہ ان کے افعال و اقوال نوزائیدہ بچہ پر بہت بُرا اثر ڈالنے والے ہونگے۔

اسی طرح مرد کی زندگی کا ہر شعبہ گویا عورت کے زیر تربیت رہتا ہے۔ وہ مرد جو قوم کا ایک ستون ہوتا ہے۔ جس پر ملک و قوم کی ترقی و رفعت کا انحصار ہوتا ہے زندگی کے ہر شعبے میں عورت کے زیر تربیت رہتا ہے۔ اور بیوی کا اثر تو اپنے خاوند پر اس قدر ہوتا ہے کہ وہ جس طرف چاہے اُسے لے جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ اُس میں بذاتِ خود اتنی طاقت موجود ہو۔ اگر اس کا رجحان مذہب کی طرف ہو تو وہ خاوند کو بھی کشاں کشاں اُسی طرف لے آتی ہے۔ اور اگر وہ دنیائے دنی کی طرف مائل ہو تو وہ اس کو بھی اسی بھٹی میں جھونک سکتی ہے۔ اس کی مثالیں دنیا میں ایک دو نہیں ہزاروں لاکھوں پائی جاتی ہیں۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ عورت خود ایک مکمل نمونہ ہو۔ اور زیورِ اخلاق سے مزیّن ہو۔ انگریزی زبان میں ایک کہاوت مشہور ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے خیالات کی اشاعت کے لئے تحریر اور تقریر سے نمونہ زیادہ مؤثر ہوسکتا ہے۔ اگر ناصح دیگراں را نصیحت خود را فصیحت کا مصداق ہو تو اس کا الٹا اثر پڑتا ہے۔ اور بجائے نیک نتائج پیدا کرنے کے بُرے نتائج کا موجب بنجاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر تم دُوسروں سے کہو کہ دیکھو بہن سچ بولو۔ اور حق پر قائم رہو۔ کیونکہ سچ میں برکت ہے اور جھوٹ کے تو پاؤں ہی نہیں۔ اس سے دُنیا میں رُسوائی اور آخرت میں مُنہ کالا ہوتا ہے۔ اور خود اس زرّیں اصل پر کاربند نہیں ہو تو تمہاری یہ لمبی چوڑی تقریر اس پر خاک اثر کرے گی۔ وہ تم پر ہنسے گی اور دل ہی دل میں کہے گی۔ کہ مَیں جانتی ہوں کہ سچ تم بھی نہیں بولتیں۔ تم اپنی بہن کو امانت کے بارے میں نصائح کرتی ہو۔ لیکن اُسے کسی طرح معلوم ہو جائے کہ تم خود اس بارے میں تساہل سے کام لیتی ہو تو وہ مسکرائے گی کہ امین تم بھی نہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا لم تقولون مالا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ نہی عن المنکر اور امر بالمعروف اچھی بات ہے۔ اور تمہارا اپنی بہن کو امین و صادق بننے کی تلقین کرنا عین مصلحت اور تقاضاء دینداری ہے۔ لیکن اسی وقت جبکہ تم خود اس پر عمل پیرا ہو۔ کیونکہ بصورت دیگر تم خدا تعالیٰ کی مورد عتاب ٹھہرو گی۔

آج دنیا میں مختلف تمدن اور مختلف تہذیبیں انسانی اخلاق کو سُدھارنے کا دعویٰ رکھتی ہیں۔ لیکن ہمیں چاہیئے کہ ہم تمام دنیاوی تمدنوں اور تہذیبوں پر لات مار کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی کوشش کریں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اخلاق کی تعریف میں فرماتے ہیں۔ البرّ حُسن الخلق کہ اعلیٰ اخلاق کا نام ہی نیکی ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس قول مبارک کے مطابق ہمیں نہایت اعلیٰ اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے چاہئیں۔ تاکہ ہم خدا تعالیٰ کے حضور ابرار میں شمار ہو سکیں۔

(مسعودہ بیگم جماعت نہم)

ہمدردی

دنیا میں ایک دوسرے کی ہمدردی کی ہر ایک انسان کو ضرورت پڑتی ہے۔ خواہ وہ امیر ہو یا غریب۔ انسان ہو یا حیوان۔ اس لئے ہر ایک انسان کو چاہیئے کہ انسان اور حیوانات دونوں سے ہمدردی کرے۔ اور اگر کسی کی ہمدردی میں کچھ مال بھی خرچ کرنا پڑے۔ تو اس کے خرچ کرنے سے دریغ نہ کرے۔ کیونکہ وہ بے کس کی مدد کر کے خدا کو خوش کرے گا۔ اور پھر مال بھی تو اسی خدا کا دیا ہوُا ہے۔ جن کو فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے اور زیادہ ترقی حاصل ہوتی ہے نہ کہ کمی۔ مال انگور کی بیل کی مانند ہے۔ جس طرح انگور کی بیل کو جتنا کاٹا جائے اتنی ہی بڑھتی ہے۔ اسی طرح مال کو جتنا خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جائے اتنا ہی خدا تعالیٰ اُسے بڑھاتا ہے۔ اسی طرح جو کسی کی ہمدردی کرتا ہے۔ مثلاً کسی بھوکے کو کھانا کھلانا۔ کسی ننگے کو کپڑا پہنانا کسی یتیم کی پرورش کرنا۔ کسی بیمار کی تیمارداری کرنا۔ کسی پیاسے کو پانی پلانا۔ کسی اندھے کو صحیح مقام پر پہنچانا۔ کسی بوڑھے کی خدمت کرنا۔ کسی حاجتمند کی حاجت روائی کرنا یہ سب باتیں ہمدردی میں داخل ہیں۔ ان سب میں سے انسان کوئی کام بھی کرے۔ تو دُوسرا ضرور اُسے دُعا دیتے ہوئے کہتا ہے کہ خدا تیرا بھلا کرے۔ اور جو دُعا دل سے نکلتی ہے۔ وہ درگاہِ الٰہی میں قبول ہوتی ہے۔

سبکتگین کا واقعہ شاید آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ اُس نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شکار کھیلتے ہوئے ایک ہرن کا بچہ پکڑ لیا۔ اور اُسے اپنے گھوڑے پر بٹھا کر واپس آنے لگا۔ جب اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو اُس بچے کی ماں رحم کی اُمیدوار بچے کے غم میں پیچھے آرہی تھی سبکتگین کو رحم آیا۔ اور اُس نے بچے کو چھوڑ دیا۔ رات کو سبکتگین کو خواب آیا کہ اُس کو کسی فرشتے نے کہا کہ اے سبکتگین خدا تیرے اس فعل سے بہت خوش ہوا ہے۔ اور وہ تجھے بادشاہی کا عہدہ عطا کریگا۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ کہاں غلام سبکتگین اور کہاں بادشاہی کا عہدہ۔ یہ صرف بیکسوں پر ہمدردی اور ان کی دُعا کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح ایک شخص کہیں جا رہا تھا۔ راستہ میں دھوپ تیز تھی اور جنگل بیابان تھا۔ وہاں اُسے ایک کُتّا نظر آیا۔ جو مارے پیاس کے تڑپ رہا تھا۔ اُس شخص کو اُس کُتّے پر رحم آیا اور اُس کے لئے پانی تلاش کرنے لگا۔ آخر اُسے ایک کنوآں نظر آیا جس پر پانی نکالنے کا کوئی سامان نہ تھا اُس نے اپنے سر سے پگڑی اُتاری اور پاؤں سے جُوتا اُتارا اور ان چیزوں سے رسّی اور ڈول کا کام لیا اور کنوئیں سے پانی نکال کر اُس پیاسے کُتّے کو پلایا۔ اللہ تعالیٰ اُس کی اس ہمدردی سے بہت خوش ہوا اور غیب سے آواز آئی۔ کہ اے بندے تیری اس ہمدردی پر مَیں بہت خوش ہوں اور اس کے انعام میں تیرے سارے گناہ معاف کرتا ہوں۔

(امۃ اللطیف عفت قادیان)

حقوقِ نسواں کے متعلق

بعض سوالات کے جوابات

آٹھویں قسط کے سوالات کے جوابات میں خود ہی اپنے ذوق کی بنا پر دیتی ہوں۔

(۱) اہلِ یورپ نے اور کون سے پہلو سے طمانیت حاصل کی تھی جو اس بارے میں پاتے۔ دراصل ان نہاں در نہاں حکمتوں تک ان کی نگاہ کی رسائی ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے عورت کو زیادہ سے زیادہ ایک "پھول" سے مشابہت دی ہے۔ اسلام کی مانند "حرم" سے نہیں۔ لیکن اس پھول کی جو ہر کسی کے ہاتھ کی زینت بن سکتا ہے ہم کیوں تقلید کرنے لگیں۔ جبکہ ہمارا مقام ان سے بہت ارفع ہے۔ میرے نزدیک تو ان کی حالت قابلِ رحم ہے قابلِ تقلید ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ مذہب نے بیچاریوں کی کوئی راہنمائی نہ کی۔ مراعات تو کیا، کوئی اختیار تک نہ دیا۔ پس اپنی ہستی کو قائم رکھنے کی فطری خواہش نے ان سے اپنا مرتبہ کچھ خود ہی قائم کرایا۔ مگر ظاہر ہے کہ انسانی تجویز اور خود قائم کیا ہوا مرتبہ وقتی طور پر ہی کام دے سکتا ہے۔ دائمی طور پر نہیں۔ زمانہ کا الٹ پھیر جلد ہی اسے ناقابلِ عمل بنا دیتا ہے۔ پھر جب تک وہ کوئی اور تجویز سوچیں اطمینان کی کشتی خدا جانے کہاں سے کہاں جا پہنچے۔ پس ہم ان بیچاریوں کی تقلید کیا کریں گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) مسلمان عورتیں بھی چونکہ اپنے مذہب کے ارشادات سے ناواقف تھیں لیکن رُوحیں ارتقا کی پیاسی تھیں۔ اس لئے یورپ کی ملمع ساز معاشرت دیکھ کر اس چمکتی ریت کو انہوں نے دریائے خوش آب سمجھ لیا اور آنکھیں بند کرکے اپنی کشتی اس میں ڈالدی۔ مجھے انکی تقلید کی بھی قطعی ضرورت نہیں۔

(۳) اپنے نام کے ساتھ صرف مختلف "ٹائیٹل" میرے لئے کسی مسرّت اور فخر کا باعث نہیں ہو سکتے۔ اگر میری ڈگریاں میرے فرائض میں مجھے مدد نہ دیں۔ میری سندیں!! میرے شوہر کو راحت و سکینت سے، میرے بچوں کو میری شفقت و تربیت سے محروم کریں۔ میری ملّت کے مستقبل کو شاندار بنانے میں میری مدد نہ کریں۔ تو ایسا علم اور ایسے "ٹائیٹل" بالکل لاحاصل ہیں۔ لیکن اگر یہ "ٹائیٹل" اور یہ ڈگریاں مجھے میرے حلقۂ عمل میں" بچوں کی تربیت میں، خانہ داری کی راحتوں میں، زیادہ سے زیادہ مدد دینے کے علاوہ قوم و ملّت کے لئے بھی میرے دائرے کے اندر مجھے سرگرم بنادیں تو فی الواقع ایسے ٹائیٹل مجھے ضرور حاصل کرنے چاہئیں۔

(۴) بے نقابی سے مشرف ہونے کی مجھے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی خواہش نہیں ہوئی۔ بلکہ میں تو اسے اپنی توہین سمجھتی ہوں۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ جو اصول اسلام نے ہمارے لئے مقرر کئے ہیں وہ کبھی کسی حالت میں بھی ناقابلِ عمل نہیں۔ نہ ان میں کسی ترمیم کی ضرورت ہے اگر کسی موقع پر غلطی معلوم ہوتی ہے۔ تو وہ ہماری اپنی کوتاہیٔ نظر کا نتیجہ ہے۔

(۵) جو مراعات اسلام ہمیں دے چکا۔ جو مرتبے اس نے ہمیں بخش دیئے۔ اس سے بڑھ کر اور بہتر ساری دنیا ملکر بھی ہمیں نہیں دے سکتا۔

جہاں تک شریعتِ اسلامی کا تعلق ہے عورتوں کو اپنے حقوق کے بارے میں کوئی شکایت نہیں۔ اور نہ ہی اس کے لئے ہمیں کسی قوم سے مدد لینے کی ضرورت ہے اس لئے کہ ہر مشکل کا حل ہمارے مذہب میں موجود ہے اس لئے میں تو اپنی رائے پہلے بھی ظاہر کر چکی ہوں کہ ہمارا اگر کوئی مطالبہ ہو تو صرف یہ کہ اسلام کے عنایت کردہ حقوق! بغیر خورد برد کئے ہمارے حوالے کردیئے جائیں اور بس!۔

(۶) متوسط پردے کی ضرورت اور اہمیت سے مجھے انکار نہیں۔ میں پردے کو عورت کی شرافت کا زیور سمجھتی ہوں۔ اور میرا عقیدہ ہے کہ اس پردے سے نہ کسی ترقی پر زد آتی ہے۔ نہ یہ تحصیل علوم میں حارج ہے۔ مگر میں حیران ہوں مخالفینِ پردہ پر کہ ان کو اس سے الجھن کیوں ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ کوئی الجھن پیدا کرنے والی چیز نہیں۔ ان کی مرضی! مگر میں اپنی بہنوں سے ایک گذارش کرنا چاہتی ہوں۔ اور وہ یہ کہ "پردہ" اور "چار دیواری" اگر بزعم مخالفین بیجا بھی ہو تو ہمیں اتنا تو سوچنا چاہیئے کہ جس مذہب نے ہمیں بیشمار اکرام دیئے خصوصیتیں اور عزتیں بخشیں، پردہ نا واجب، اور چار دیواری کی زندگی قید ہی مان لی جائے۔ تاہم اَن گنت

نعمتوں کے مقابلہ میں جو ہمیں اپنے مذہب سے حاصل ہوئیں، یہ تکلیف (اگر یہ تکلیف ہی ہو) کیا حقیقت رکھتی ہے۔؟ ۔

دُوسرے مذاہب کی مستورات پردہ سے آزاد سہی مگر وہ اُن انعامات سے بھی تو محروم ہیں جو ہمیں میسر ہیں۔

کہتے ہیں کوئی رئیس تھا۔ جس نے ایک مرتبہ بے موسم خربوزے منگائے۔ اور ایک مقرب کو کاٹ کاٹ کر عنائت کرنے لگا۔ وہ خربوزہ اتفاق سے کڑوا تھا۔ مگر مصاحب نے مزے لے لے کر کھایا۔ اور تعریف کے پُل باندھ دیئے۔ اس کی اتنی تعریف سنکر رئیس نے بھی ایک قاش منہ میں ڈالی۔ مگر اس کی کڑواہٹ کے سبب فوراً تھوک دینا پڑا۔ حیرت سے پُوچھا "کیا وجہ ہے کہ ایسی کڑوی بے مزہ چیز کی اتنی تعریف کرتے رہے"؟ عرض کی جہاں پناہ! جن ہاتھوں سے ہزاروں خوش ذائقہ اور شیریں پھل کھائے۔ اگر ان ہاتھوں سے صرف ایکمرتبہ کڑوا پھل آگیا تو کیا ہزاروں شیرینیوں کو بھول کر ایک کڑوے کی شکایت کرنے بیٹھ جاؤں۔؟ ۔ کتنا حکیمانہ قول ہے۔ آپ سے عرض یہ ہے۔ اگرچہ اس مثال سے ہمارے پردے کی کڑواہٹ لازم نہیں آتی پر فرض کرلیں کہ پردہ کڑوا ہی ہے۔ تاہم ان بیشمار میٹھی نعمتوں کے مقابلے میں اس کی کڑواہٹ کا ہی خیال رکھنا مناسب نہیں۔ آپکی عقل اگر ان مصلحتوں تک پہنچنے پر قادر نہیں تو اس کے اور بیشمار احسانوں کا خیال کر کے ہی اسے بھی احسان سمجھیں۔ گو آپکی عقل اس احسان کو نہ سمجھ سکتی ہو۔

جانتی ہو؟ کس نے ماؤں کے قدموں میں جنّت رکھی۔ کس نے عورت کی یہ عظمت قائم کی کہ شوہر کو "بہترین" بننے کے لئے "عورت" سے حسنِ سلوک کی شرط لگادی۔

کس نے آپ کو لباس سے تعبیر کیا؟

اِن اَن گنت فضیلتوں اور بیشمار اکراموں کے ہوتے ہوئے میں نہیں سمجھتی، ایک پردے پر اتنا چیں بجبیں ہونا اور اسے تکلیف سمجھنا (حالانکہ یہ تکلیف اپنی کم نگاہی کا نتیجہ ہے) کہاں کی شرافت ہے اور کونسی قیامت ہے؟ ۔ (امۃ الحفیظ برما)

خوبصورتی کی لاثانی اور اکسیر دوا
دِل کو لبھانے والی مستقل خوشبو ہے
بیوٹرین
رجسٹرڈ
کِیل چھائیوں سیاہ داغوں خارش اگزیمہ
اور
جلدی جراثیمی امراض کا مکمل علاج ہے
گورنمنٹ کیمیکل اگزامینر کی ٹسٹ شدہ ہے
اپنے شہر کے انگریزی دوا فروش اور
اچھے جنرل مرچنٹ سے طلب کریں
قیمت فی شیشی پندرہ آنے۔
بیگم نواب محمد علی خان صاحب مالیر کوٹلہ
بیوٹرین رجسٹرڈ
کے متعلق تحریر فرماتی ہیں
بیوٹرین کا میں نے استعمال کراکر دیکھا ہے۔ کیل چھائیوں اور بدنما داغوں کیلئے مفید ہے اور غیر ملکی دوائیں جو اِس مقصد کیلئے ملتی ہیں اُن کا اچھا نعم البدل ہے
تیار کرنیوالے:۔ کیمیکل مینوفیکچرنگ کمپنی بمبئے اور کلکتہ
وی پی منگانیکا پتہ
اے جہانگیر جی بیوٹرین ایجنٹ سٹاکسٹ جالندھر شہر پنجاب
لوکل ایجنٹ:۔ سلطان برادرز احمدی قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شکریہ

مصباح کی بہنوں کو معلوم ہے کہ میرے والد مرحوم و مغفور جناب مولوی فخرالدین صاحب پنشنر سیکرٹری امانت فنڈ تحریک جدید جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت پرانے اور مخلص صحابی تھے۔ اور جنہیں ۱۸۹۶ء میں احمدیت میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ صرف چند دن بعارضہ شدید فالج بیمار رہنے کے ۱۰ اور ۱۱ نومبر ۱۹۴۱ء کی درمیانی شب وفات پا چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ان کی وفات کے بعد مجھے جن بہنوں کی طرف سے تعزیت کے خطوط موصول ہوئے۔ ان کے اسماء گرامی درج ذیل کرتے ہوئے مَیں اُن سب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ انہیں اس نیکی کی بہتر سے بہتر جزاء عطا فرمائے۔ مَیں اس ضمن میں مصباح سوسائٹی کی معزز ممبرات کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے ایک قرار دادِ تعزیت پاس کر کے مجھے ارسال کی اور میرے غم میں شریک ہوئیں۔ مصباح سوسائٹی کی قرارداد یہ ہے:-

"ہم جملہ ممبرات مصباح سوسائٹی مکرم و محترم مولانا مولوی فخرالدین صاحب مرحوم کی ناگہانی وفات پر دلی افسوس کا اظہار کرتی ہیں اور دُعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے خاص قرب میں جگہ عطا فرمائے اور انکے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مرحوم بہت سی خوبیاں اپنے اندر رکھتے تھے۔ آپ کو دینی تعلیم سے اس قدر محبت تھی کہ اپنی اولاد کو احمدیت کی خدمت کے لئے وقف کرنا موجب فخر سمجھتے تھے۔ اور خود بھی پنشن کے بعد نہایت اخلاص اور محنت سے سلسلہ کی خدمت میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور آپ کی نیک اولاد کے ذریعہ آپ کا ذکر جمیل باقی رکھے۔ (ممبرات مصباح سوسائٹی قادیان)"

مصباح سوسائٹی کی اس قرارداد کے علاوہ جن بہنوں نے تعزیت کے خطوط بھیجے۔ ان کے اسماء یہ ہیں:-

(۱) محترمہ نصیرہ نزہت صاحبہ بنت جناب ماسٹر مولا بخش صاحب قادیان

(۲) محترمہ امتہ السلام صاحبہ معلمہ نصرت گرلز سکول قادیان۔

(۳) محترمہ محمودہ ثروت صاحبہ بنت جناب شیخ نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس سندھ۔ (۴) محترمہ احمدی بیگم صاحبہ زہرہ بنت جناب شیخ فضل حق صاحب قادیان (۵) محترمہ امتہ الرحمٰن رقیہ بیگم صاحبہ بنت میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان

(۶) محترمہ والدہ اقبال خانم صاحبہ قلعہ صوبا سنگھ۔

(۷) محترمہ صفیہ صاحبہ بنت جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب قلعہ صوبا سنگھ (۸) محترمہ اقبال خانم صاحبہ ٹنڈو محمد خان سندھ۔ (۹) محترمہ والدہ مطلوبہ خاتون صاحبہ میرٹھ۔

(۱۰) محترمہ صفیہ سلطان حسن آراء بنت جناب منشی محبوب عالم صاحب شیخوپورہ۔

مَیں چونکہ خطوط کے ذریعہ فرداً فرداً تمام بہنوں کو جواب دینے سے قاصر رہا ہوں۔ اس لئے اب مصباح کے ذریعہ سب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس ہمدردی کی انہیں جزائے خیر عطا کرے۔ (خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعلاناتِ نکاح

(۱)

یہ خبر نہایت مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ محترمہ محمودہ ثروت صاحبہ بنت جناب شیخ نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس سندھ کا نکاح ایک ہزار روپیہ مہر پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۵ر دسمبر چوہدری محمد انعام اللہ صاحب ابن جناب بابو اکبر علی صاحب قادیان کے ساتھ پڑھا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

محمودہ ثروت صاحبہ مصباح سوسائیٹی کی ایک عرصہ تک سکرٹری رہ چکی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت اچھی مضمون نگار ہیں۔ چنانچہ "مصباح" میں انکے مضامین اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ تعلق فریقین کیلئے بابرکت بنائے اور اس کے نیک اور خوشگوار نتائج پیدا فرمائے۔

(۲)

مصباحی بہنوں کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۰ء کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے میری چھوٹی بہن محمودہ بیگم سلمہا اللہ کا نکاح تین ہزار روپیہ مہر پر میاں عبد السلام صاحب ایم۔ اے ابن مکرمی ماسٹر علی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی سے پڑھا۔ تمام بہنیں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب راحت بنائے۔

خاکسار ناصرہ بیگم بنت خان بہادر شیخ رحمت اللہ صاحب ایم۔ بی۔ ای۔ اسسٹنٹ گریزن انجینیئر (ریٹائرڈ) قادیان

خانہ داری

سبز چنوں کا حلوہ

سبز نخود آدھ سیر۔ گھی پاؤ بھر۔ شکر ۱ چھٹانک دودھ بقدر ضرورت۔ پہلے دال کو دودھ میں اُبالیں۔ اور پیس کر رکھ لیں۔ بعد ازاں کھانڈ کا شیرہ بنا کر پسی ہوئی دال کو گھی میں بھونیں۔ اور شیرہ ملا کر جذب کر لیں۔ جب گاڑھا ہو جائے۔ تو کیوڑہ ڈالکر اُتار لیں۔

بیسن کا حلوہ

بیسن ایک پاؤ۔ گھی آدھ پاؤ۔ شکر ۵ چھٹانک۔ کشمش ایک چھٹانک۔ بالائی ایک چھٹانک۔ کیوڑہ ۲ تولہ اوّل کشمش کو گھی میں بھونیں پھر بیسن کو چھان کر گھی میں بریاں کریں۔ بعد ازاں شیرہ کھانڈ ملا کر شیرہ کو جذب کر لیں۔ گاڑھا ہونے پر ملائی شامل کر کے کشمش اور کیوڑہ ملائیں نہایت عمدہ بنے گا۔ (مسعودہ اختر دینیات درجہ اولیٰ)

درخواستِ دعاء

میرے تین ماموں محمد سعید الدین صاحب محمد امیر الدین صاحب اور محمد رشید الدین صاحب غیر احمدی ہیں۔ تمام بہنوں اور بھائیوں سے عاجزانہ درخواست ہے کہ انکے معہ اہل و عیال احمدیت میں داخل ہونے کے لئے دعا فرمائی جائے۔ (امۃ الرحمٰن رقیہ بیگم قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصباح کا احمدی خواتین سے مطالبہ

مَیں کئی مہینوں سے متواتر عرض کر رہا ہوں کہ مصباح کی مالی حالت سخت مخدوش ہے۔ اور اس کی آمد خرچ کے مقابلہ میں کئی گنے کم۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میری آواز ہمیشہ صدا بصحرا ثابت ہوئی ہے۔ "مصباح" کی ضرورت ایک مسلّمہ امر ہے۔ اور پھر اس کے مضامین بھی نہایت ٹھوس اور مفید علمی معلومات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ مگر اس کا کیا علاج کہ بہنوں کو اپنے رسالہ کی طرف توجہ نہیں۔ اگر کوئی بات قابل اصلاح ہے تو ارشاد فرمائیے۔ مَیں تعمیل کو حاضر ہوں۔ یا تو وہ دن تھے کہ اس کی اشاعت ایک ہزار سے متجاوز تھی۔ اور یا یہ دن ہے کہ مجھے بتاتے ہوئے بھی شرم دامنگیر ہوتی ہے۔ اگر جماعت کی مخلص خواتین اپنے اس واحد رسالہ کی طرف توجہ کرتیں۔ اگر وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر اس کی خریداری کا حلقہ وسیع کرتیں۔ اور اگر اس کی مالی اعانت کی طرف وہ دلی شوق سے متوجہ رہتیں۔ تو یقیناً اس رسالہ کا کامیابی سے چل نکلنا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ مگر جب حالت یہ ہو۔ کہ دو اڑھائی آنہ ماہوار چندہ دینا بھی بعض طبائع پر گراں گذرتا ہو۔ تو رسالہ کیسے چلے۔ اور کیونکر وہ اپنے اخراجات کو پورا کرے۔ جنگ کی وجہ سے کاغذ کی قیمت دُگنی ہو چکی ہے۔ طباعت کے اخراجات بھی بڑھ گئے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مصباح کی مالی حالت پہلے سے بھی بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ گذشتہ سال کے آغاز سے مصباح کے سائز میں تبدیلی کر دی گئی تھی۔ اور خیال تھا کہ بہنیں اپنے اس رسالہ کی طرف زیادہ توجہ کریں گی۔ مگر سائز کی تبدیلی کی وجہ سے ہماری مشکلات میں تو اضافہ ہو گیا۔ لیکن افسوس کہ بہنوں کے اندر کوئی احساس پیدا نہ ہوا۔ اور انہوں نے اپنے اس فرض کو قطعاً نہ پہچانا۔ جو ان پر عائد ہوتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اب نئی جلد سے "مصباح" کو پھر سابقہ سائز یعنی ۲۰×۲۶/۸ پر شائع کیا جا رہا ہے۔ اگر خواتین اپنے اس رسالہ کو ترقی یافتہ صورت میں دیکھنا چاہتی ہیں۔ تو مہربانی فرما کر اسکی خریداری کا حلقہ وسیع کریں۔ اور خوشی کی تقاریب پر اس کی اعانت کے لئے کچھ نہ کچھ ارسال فرما دیا کریں۔ میں نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرکزی لجنہ اماء اللہ اس طرف توجہ کرے اور اگر قادیان کی احمدی خواتین ہی اپنی ذمہ واریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں تو قادیان میں پانچ سو خریدار پیدا ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح بیرونی لجنات بھی اگر ایک ایک پرچہ اپنی لجنہ کیلئے منگوائیں اور دو دو چار چار مزید خریدار پیدا کریں تو پانچ سو خریدار آسانی کے ساتھ مہیا کر سکتی ہیں۔ بہر حال بہنوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی ذمہ واریوں کو سمجھیں۔ اور مصباح کی توسیع اشاعت میں سرگرم حصہ لیں +

(مینیجر)

تکیے کے غلاف کی خوشنما بیل

ہلکا پیازی اور ہلکا آسمانی رنگ استعمال کیجئے۔

(امۃ السلام قادیان)

یہ پھول رُول کے لئے بہت موزون ہے۔

(فضیلت خاتون از مبرہ درجہ اُولیٰ)

پھول

(نسیمہ بیگم پودوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔